ماہنامہ

راہ اسلام

السَّلامُ علی الحُسَین علیہ السَّلام

وعلی علی ابن الحُسین علیہ السَّلام

وعلی اولادِ الحُسین علیہ السَّلام

وعلی اصحابِ الحُسین علیہ السَّلام

وصیت امام۔ ایک جھلک

ہمیں اپنے تمام معصوم ائمہ صلوٰت اللہ علیہم اجمعین پر فخر ہے اور ہم ان کی اطاعت کا عہد کئے ہوئے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین صلوات اللہ وسلام علیہم نے دین اسلام کی سربلندی اور قرآن کریم کو، جس کا ایک پہلو عدل وانصاف پر مبنی حکومت کی تشکیل ہے عملی جامہ پہنانے کی راہ میں قید اور جلاوطنی میں زندگی گزاری اور آخر کار اپنے زمانہ کی ظالم وجابر طاغوتی حکومتوں کو نابود کرنے کی راہ میں شہید ہوگئے۔

امام خمینیؒ

ماہنامہ

راہ اسلام

شمارہ - ۸۸ جولائی ۱۹۹۱ء

عکس صورو قاث (بالا) سیمینار شخصیت وافکار حضرت امام خمینی (رح)

(گذارش ص ۲۳ پر)

(پائین) خانہ فرہنگ میں مجلس عزا و قرآن خوانی

(گذارش ص ۲۲ پر)

فون: ۳۸۳۲۳۲

قیمت: ۵ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

[illegible]

اس شمارے میں

اداریہ : حج ابراہیمی و عزائے حسینی ــــــ ۲

● ثقافتی

تعلیمات قرآن ــــــ ۴

قصص القرآن حضرت آدم علیہ السلام ــــــ ۶

سرزمین ایران ــــــ ۱۰

آیت اللہ حضرت امام خمینیؒ اور اقتصادی و اجتماعی نظام ــــــ از ڈاکٹر شاہ محمد وسیم ــــــ ۱۲

نفس نبی ــــــ از الحاج محمد مصطفیٰ ساق ــــــ ۱۷

● ہنری و فنی

اسلامی جمہوری نظام میں سینما اور اس کی افادیت ــــــ ۲۲

نظم ــــــ ۲۴

ایران کا روایتی لباس ــــــ از امیر حسین ذکرگو ــــــ ۲۷

● تاریخی

زندگانی پیغمبر اسلام ــــــ از جعفر سبحانی ــــــ ۳۱

● تفریح و طبع

چودہ ۹ ایک انعامی مقابلہ ــــــ ۳۴

صحیح جوابات ــــــ ۳۵

● ایران و جہان اسلام

سیاست امام خمینیؒ کے نقطہ نظر سے ــــــ ۳۷

● اہم خبریں ــــــ ۴۰

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلیشر

غلام رضا نور محمدان

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران ۱۸، تلک مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

کلاسک پرنٹرس، ۳۷ پریم نگر نند نگری دہلی

ادارتی و دیگر معلومات کیلئے خانہ فرہنگ ہی سے بھی رجوع کیا جاسکتا ہے

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حج ابراہیمی و عزائے حسینی

" جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس "

ترجمہ :۔ خدا نے کعبہ کو جو اس کا محترم گھر ہے ، لوگوں میں امن قائم رکھنے کا سبب قرار دیا ۔

(سورہ مائدہ آیت ۹۷)

حج کے مبارک موسم نے دنیا کے مختلف علاقوں میں زندگی بسر کرنے والے بندگانِ خدا کے مشتاق دلوں کو خانۂ کعبہ کی طرف جھکا دیا اور انسانوں کے بے کراں دریا میں اٹھتی ہوئی لہروں کے درمیان کعبہ ایک درخشاں صدف کی طرح چمک اٹھا اور خداوند عالم کا یہ مقدس گھر سرزمین حجاز کے تپتے ہوئے سورج کی روشنی میں تراشیدہ ہیرے کی طرح نظر آنے لگا ۔

حج کا زمانہ قریب آتے ہی سرخ و سفید اور زرد و سیاہ فام لوگوں کا ایک عظیم سیلاب دعوت گاہِ عشقِ الٰہی کی طرف امنڈ پڑتا ہے ۔ ان لوگوں کی زبان مختلف ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے سے آشنا بھی نہیں ہوتے لیکن ان کے قلوب بہت مانوس ہوتے ہیں اور مرکزِ وحی خداوندی میں آکر یہ زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم متحد و مستحکم ہو جاتے ہیں ۔

خانۂ کعبہ دعوتِ حق پر لبیک کہنے والے ان تمام مسلمانوں کا میزبان ہے جو دنیا کے مختلف علاقوں سے اس مقدس سرزمین پر آئے ہوئے ہیں ۔ انسانوں کے اس بھرے کراں میں پیر خمین سے عشق و عقیدت رکھنے والے وہ حسینی زائرین بھی شامل ہیں جو سرزمین کی مردہ رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی حیثیت رکھتے ہیں یہ وہ عاشقانِ الٰہی ہیں جنہوں نے دولت و طاقت اور مکر و فریب کے متوالوں کی زندگی دوبھر کر دی ہے اور حج کے چہرے پر پڑی ہوئی دھول کو اپنے ہاتھوں سے صاف کر دیا ہے ۔

اب وہ وقت بھی آگیا ہے کہ حج جیسی عظیم بین الاقوامی کانگریس میں شریک ہونے والوں کا یہ

عظیم سیلاب انسانیت دشمن طاقتوں اور ان کے غلاموں کو لرزہ براندام کردے اور انہیں یہ سوچنے پر مجبور کردے کہ وہ اپنی فاسد حرکتوں سے دنیائے بشریت کو مزید نقصان نہ پہنچائیں کیونکہ سامراج غلام عناصر بہت جلد ہی تاریخ کے قبرستان میں پہنچنے والے ہیں کیونکہ بقول امام خمینیؒ "یہ صدی کمزور و پسماندہ لوگوں کی طاقتور لوگوں پر فتح و کامیابی کی صدی ہے"۔

پس وہ دن دور نہیں رہ گئے جب یہ عظیم الٰہی فریضہ اپنا حقیقی رنگ و روپ اختیار کرے گا اور ساری دنیا پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ یہ عظیم عالمی کانگریس عالمی کفر و نفاق کے چنگل میں گرفتار مسلمانوں کی نجات و آزادی کی راہ میں اہم اور نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے

بارگاہِ خداوندی میں ہماری دعا ہے کہ وہ حجِ ابراہیمی کے احیاء میں سرگرم زائرین خانۂ کعبہ کے حج کو قبول فرمائے اور ظالموں کے مقابلے میں انھیں غیر معمولی اتحاد کی دولت سے مالا مال کردے۔

○ ○ ○

ماہِ محرم یعنی مصیبت و عزاداری کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ محرم کا چاند نمودار ہوتے ہی پورے عالمِ اسلام میں مجالسِ عزائے سید الشہداء کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور لوگ معصومہٴ عالم کی بارگاہ میں اپنے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اس مختصر مقالے میں انقلابِ حسینی کے راز کے بارے میں بحث کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ امام حسینؑ کے چاہنے والے حسینی تحریک کے راز سے بخوبی واقف ہیں نیز امام مظلومؑ نے مختلف مواقع پر اپنی عظیم تحریک اور اس کے اغراض و مقاصد کو پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ سرِ دست مقصد یہ ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات اور انقلابِ اسلامی کے قائد عظیم المرتبت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے بیانات کی روشنی میں عزاداری اور امام مظلوم پر گریہ ماتم اور اس کے ثواب و فوائد کے بارے میں مختصر گفتگو کی جائے۔ واضح رہے کہ امام خمینیؒ نے متعدد بار روایتی عزاداری اور نوحہ و ماتم اور گریہ و زاری کو اسی انداز میں برقرار رکھنے کی تاکید کی ہے۔ وہ برابر کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ حسینؑ اور عزاداریٔ حسینؑ کا صدقہ و عطیہ ہے۔ اگر حسینؑ اور ان کا جاودانہ انقلاب نہ ہوتا تو حقیقی اسلام محمدی کا نام و نشان بھی باقی نہ رہ جاتا، اور اگر حسینِ مظلوم نے دینِ محمدی کی بقاء کے لئے تلواروں کو اپنے گلے سے نہ لگایا ہوتا تو آج یزیدی راہ و روش کو اسلام کے نام سے یاد کیا جاتا اور باطل نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حق کی جگہ اختیار کر لی ہوتی لیکن حسینؑ اپنے مختصر سے قافلے کے ساتھ آگے بڑھے اور دنیا والوں کے سامنے "حسین منی و انا من الحسین" کی عملی تفسیر پیش کر دی۔

عزاداریٔ حسینِ مظلوم کے سلسلے میں امام خمینی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں،

اگر سید الشہداء نہ ہوتے تو یہ تحریک بھی آگے نہ بڑھتی۔ سید الشہداء ہر جگہ ہیں "کل ارض کربلا" یعنی دنیا کی ہر جگہ میدانِ کربلا ہے۔ تمام محراب و منبر حسینؑ سے وابستہ ہیں۔ اگر سید الشہداء نہ ہوتے تو یزید اور اس کے باپ نے اسلام کو نیست و نابود کر دیا ہوتا۔ لوگ حقیقی اسلام کو بھول گئے ہوتے یزید و معاویہ ایک طاغوتی حکومت کو اسلامی اور اسلامی حکومت کو طاغوتی بنا کر دنیا والوں کے سامنے پیش کرتے اور لوگوں کو دورِ جہالت کی طرف پلٹا دیتے ۔ ۔ ۔"

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

"اگر عاشورا اور اہلبیت پیغمبرؐ کی قربانی و فداکاری نہ ہوتی تو اس دور کی طاغوتی طاقتوں نے نبی اکرم (ص) کی بعثت اور جانفرسا زحمتوں کو نیست و نابود کر دیا ہوتا۔ اگر عاشورا نہ ہوتا تو ابوسفیانی عناصر نے دورِ جاہلیت کی منطق کی پیروی کرتے ہوئے کتاب خدا اور وحی الٰہی کو باطل قرار دے دیا ہوتا۔ درحقیقت بت پرستی جیسے تاریک دور کی نمائندگی کرنے والے یزید نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ فرزندانِ وحی کو شہید کر دینے کے بعد وہ اسلام کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے گا۔ اسی وجہ سے اس نے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا تھا کہ "لا خبر جاء ولا وحی نزل"

(باقی ۳۵ پر)

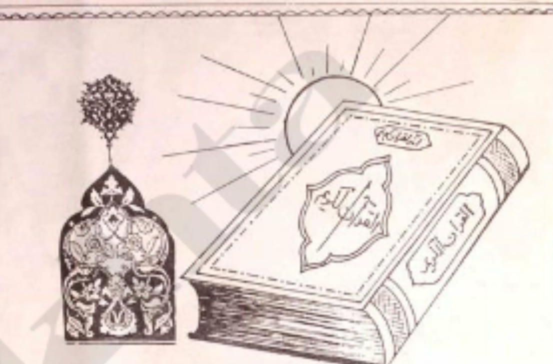

تعلیماتِ قرآن

قرآن کریم میں حکیم لقمان

تیسری قسط

حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "میرے بیٹا! سو دوست بنالو لیکن ایک دشمن مت بناؤ۔ میرے لعل! اپنے خالق کے سلسلے میں تمہارا کچھ فریضہ ہوتا ہے اور اپنے مخلوق و اخلاق کے سلسلے میں بھی تمہارا کچھ فریضہ ہے لیکن تمہارا دین ہی تمہارا خالق ہے اور لوگوں کے درمیان تمہاری راہ و روش ہی تمہارا خلق و اخلاق ہے۔ پس اپنے اخلاق پر کڑی نگاہ رکھو تاکہ وہ تمہیں لوگوں کے درمیان نفرت و ذلت کا نشانہ نہ بنا سکے پس تم اپنے آپ کو اخلاقی محاسن سے مالا مال کرلو۔

میرے بیٹے! نیک لوگوں کے ساتھ رہا کرو اور برے لوگوں سے دور رہو۔ لوگوں کی امانت کی حفاظت و واپسی کا خیال رکھو تاکہ دنیا و آخرت دونوں سلامت رہیں۔ امین رہو کیونکہ خداوند عالم خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ میرے لعل! اس طرح مت رہو کہ لوگوں پر تو یہ ظاہر کرتے رہو کہ تم خداوند عالم سے ڈرتے ہو اور باطن خوف الٰہی سے لاپرواہ ہو۔

اصول کافی میں خود یحییٰ بن عقبہ ازدوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا۔ "لقمان نے اپنے بیٹے سے جو نصیحتیں کی تھیں وہ یہ ہیں کہ آج نہ وہ جمع کی ہوئی چیزیں باقی رہ گئیں اور نہ وہ لوگ باقی رہ گئے

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ

أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ

وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ

الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

[illegible]

جن کے لئے وہ چیزیں جمع کی گئی تھیں، کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری حیثیت ایک مزدور جیسی ہے؟ تمہیں ایک مخصوص کام پر لگایا گیا ہے اور تم سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اس کام کے بدلے میں تمہیں اجر عطا کیا جائے گا۔ پس مطلوبہ کام کا خوش اسلوبی کے ساتھ منزل تکمیل تک پہونچانا تمہاری ذمہ داری ہے تاکہ تمہیں پوری اجرت مل سکے۔

اس دنیا میں گوسفند کی طرح مت رہو کہ اگر ہرے بھرے کھیت میں پہنچ جائے تو اتنا کھائے کہ جلد از جلد موٹا ہوجائے سمجھ لو کہ جانور جتنا زیادہ فربہ و تندرست ہوتا ہے اتنا ہی قصاب کی چھری کے قریب ہو جاتا ہے۔ پس تم اس دنیا کو ایک پل کی طرح سمجھو جس کو نہر پار کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ تم اس میں رہو اور اس کو اس طرح چھوڑ دو کہ اب تمہیں اس کی طرف کبھی واپس نہیں آنا ہے۔ پس جس چیز کو تمہیں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا ہے اس کو بنانے کی فکر میں کیوں لگے ہوئے ہو جبکہ تمہیں دنیا کی تعمیر کے لئے مقرر نہیں کیا گیا ہے۔

"دیکھو یہ بھی سمجھ لو کہ عنقریب ہی تمہیں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونا ہے۔ وہاں تم سے چار چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۱۔ تم نے اپنی جوانی کس راہ میں تباہ کی

۲۔ اپنی زندگی میں کون سے تعمیری کام انجام دیئے

۳۔ دنیا میں اتنا سارا مال کہاں سے جمع کر لیا۔

۴۔ اپنا مال کس راہ میں خرچ کیا۔ پس تم ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور دار دنیا میں سے اگر کوئی چیز تمہارے ہاتھوں سے چلی جائے تو اس کے لئے رنجیدہ و غمگین مت ہو کیونکہ یہ دنیا بقاء و دوام کی حامل نہیں ہے اور یہاں بلاء و نقصان سے نجات ملنے والی نہیں ہے۔"

پس تم اپنا ہوش و حواس سلامت رکھو اور جو کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے اس میں ہمہ تن مصروف رہو۔

اپنے چہرے کو مکر و فریب کے پردے سے دور رکھو اور رحمت خداوندی کی امید لگائے رہو اور لگاتار توبہ و استغفار کرتے رہو اس سے قبل کہ تم اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لائق نہ رہ جاؤ تمہارے دن پورے ہو جائیں اور موت تمہارے اور تمہارے مطالبات کے درمیان رکاوٹ بن جائے

بحار الانوار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول روایت میں ملتا ہے کہ امام نے ارشاد فرمایا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جان پدر! کاہلی، بد اخلاقی اور کم صبری سے پرہیز اختیار کرو کیونکہ ان عیوب کی وجہ سے تمہارے ساتھ کسی کی دوستی برقرار رہنے والی نہیں ہے۔ بھائیوں کی زحمتوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے اپنے نفس کو صابر بنا لو اور تمام لوگوں کے ساتھ خوش اخلاق رہو۔

میرے لعل! اگر صلۂ رحمی کیلئے تمہارے پاس مال دنیا نہیں ہے تو بھائیوں کے ساتھ محبت آمیز سلوک کرو اور حسن سلوک سے کام لو کیونکہ جو حسن اخلاق کا حامل ہوتا ہے اس کو سبھی اچھے لوگ عزیز رکھتے ہیں اور برے لوگ اس سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ میرے لعل! خداوند عالم نے تمہارے حصہ میں جو کچھ دے دیا ہے اس پر قناعت کرو تاکہ تمہیں سکون و اطمینان حاصل ہو سکے۔ پس اگر تم دنیا میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو دوسروں کے پاس کسی چیز کو دیکھ کر اس کی لالچ ہرگز نہ کرو کیونکہ انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کو یہ مرتبہ اسی وجہ سے حاصل ہوا ہے کہ حرص و طمع سے ان کا کوئی سروکار نہ تھا۔

باقی آئندہ

لقمان نے
اپنے بیٹے سے کہا
کہ جان پدر! کاہلی
بد اخلاقی اور کم صبری
سے پرہیز اختیار کرو کیونکہ
ان عیوب کی وجہ سے تمہارے
ساتھ کسی کی دوستی برقرار
رہنے والی نہیں ہے

قصص قرآن

حضرت آدم علیہ السلام

گذشتہ سے پیوستہ

تیسری قسط

نظامِ آفرینش کی تکمیل کا سلسلہ اس روز شروع ہوا جب حضرت حوا اپنی اولاد کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوگئیں، وہ اولاد جو باغ انسانیت کا اولین ثمر اور گلستان بشریت کے پہلے پھول تھے۔ وہ اولاد جنہیں اپنی والدۂ مشفقہ کا مونس و ہمدم اور ان کی واں کے شوہر حضرت آدمؑ کی خوش قسمتی کا باعث ہونا چاہیے۔ میاں و بیوی دونوں کی دلی تمنا ہے کہ وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو روئے زمین پر دیکھیں اور ان کی وجہ سے ان کی نسل دنیا کے ہر گوشے میں پھیل جائے اور ساری دنیا ان کے پیروں کے نیچے ہو اور وہ رزق خداوندی سے شکم سیر ہوں۔ آدم اپنی اولاد سے بہت محبت کرتے تھے اور حضرت حوا ان کی ولادت سے بہت خوش تھیں۔ جی ہاں! اتنی پریشانیوں اور ناکامیوں کے بعد انھیں یقیناً خوش ہونا چاہیے اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہونا چاہیے۔

بارہا باری حضرت حوا کے یہاں چار اولاد پیدا ہوئیں۔ پہلی مرتبہ قابیل اور ان کی بہن اور دوسری مرتبہ ہابیل اور ان کی بہن کی ولادت ہوئی۔ دونوں بھائیوں نے آدم و حوا جیسے والدین کی نگرانی میں پرورش پائی اور دھیرے دھیرے ان لوگوں میں زندگی کی تازگی اور ابھرتی ہوئی جوانی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ لڑکیوں میں عورتوں جیسی خواہشات پیدا ہونے لگیں اور لڑکے تلاش معاش میں مشغول ہوگئے۔ قابیل نے کھیتی اور ہابیل نے حیوان پروری (گلہ بانی) کا پیشہ اختیار کرلیا۔

دونوں بھائی خوشی خوشی زندگی بسر کرنے لگے اور اس خوش قسمت خانوادہ پر مسرت و خوشحالی سایہ فگن ہوگئی اور ایک مدت تک اس گھر کے لوگ خوشحال زندگی بسر کرتے رہے۔ دونوں بھائیوں میں مردانہ خواہشات نے زور پکڑا اور دونوں کو شریک حیات کی تلاش ہوئی تاکہ وہ اپنی زوجہ کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کرسکیں۔ لیکن ان لوگوں کی یہ خواہش پوری نہیں ہورہی تھی اگرچہ وہ اپنے اس گمشدہ سکون کی تلاش میں ہمہ تن سرگرداں تھے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾

ترجمہ: اس وقت (کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں (اپنا) ایک نائب زمین میں بنانے والا ہوں (فرشتے تعجب سے) کہنے لگے کیا تو زمین میں ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو زمین میں فساد اور خونریزیاں کرتا پھرے حالانکہ (اگر خلیفہ بنانا ہے تو ہمارا زیادہ حق ہے کیونکہ) ہم تیری تعریف سے تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی ثابت کرتے ہیں تب خدا نے فرمایا اس میں تو شک ہی نہیں کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣٥﴾

اور ہم نے آدم سے کہا اے آدم تم اپنی بیوی سمیت بہشت میں رہا سہا کرو اور جہاں تمہارا جی چاہے اس میں سے بفراغت کھاؤ (پیو) مگر اس درخت کے پاس بھی نہ جانا (ورنہ) پھر تم اپنا نقصان کرو گے۔

روزِ ازل سے ہی خداوند عالم روئے زمین پر اولادِ آدم کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ اس کی مرضی تھی کہ دنیا میں مال و متاع اور اولاد آدم کی تعداد میں اضافہ ہو اور روئے زمین پر طراوت و تازگی چھا جائے تقدیر کے قلم نے انسان کی قسمت میں یہ لکھا تھا کہ لوگ متحد اور ایک جماعت کی شکل میں نہ رہ سکیں۔ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے اور عدد و شباہت، قسم و خلقت اور خوش قسمتی و بد قسمتی میں ایک دوسرے سے مختلف رہیں۔ لہٰذا خداوند عالم نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اپنے دونوں بیٹوں کی شادی ان کی بہنوں سے کر دو۔

حضرت آدم نے خداوند عالم کا حکم اپنے لڑکوں کو سنا دیا۔ انھیں یہ امید تھی کہ ان کی یہ خواہش دونوں بیٹے خوشی خوشی تسلیم کر لیں گے۔ اور حقیقت میں اگر خواہش پرستی اور سرکشی نفس درمیان میں حائل نہ ہوتی تو باپ کی خواہش ضرور پوری ہوتی لیکن سرکش نفس تو بیٹے کو بدبختی کے گڑھے کی طرف کھینچ رہا تھا۔

انسانی خواہش حرص و طمع جیسی دو طاقتوں سے وابستہ ہوتی ہے۔ جو شخص اپنی شہوت کو محدود اور شہوانی طاقت کو اپنے قابو میں رکھے اور عقل و خرد کو شہوانی طاقت پر مسلط کر دے اسے خداوند عالم دنیاوی اور اخروی سعادت سے مالا مال کر دے گا لیکن جو شخص اپنی شہوانی طاقت کو آزاد اور بے لگام چھوڑ دے اور عقل سے کام نہ لے وہ یقیناً خسارہ میں رہنے والا ہے اور اس کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی اگرچہ وہ خود کو نیکوکار خیال کرتا رہے گا۔ در حقیقت یہ بشریت کی آزمائش گاہ اور انسانی فطرت کے تجربہ کی کسوٹی ہے۔

چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے لڑکوں سے یہ رازِ دل بیان کیا تو قابیل ناراض ہو گیا اور باپ کی نافرمانی کی کیونکہ جو لڑکی اس کے بھائی کو ملنے والی تھی وہ زیادہ خوبصورت تھی۔ پس وہ اپنے بھائی سے حسد رکھنے لگا۔ وہ اس تقسیم سے راضی نہ تھا اور یہ چاہتا تھا کہ اس کی ہمزاد کو اسکی

> جو شخص اپنی شہوانی طاقت کو آزاد اور بے لگام چھوڑ دے اور عقل سے کام نہ لے وہ یقیناً خسارہ میں رہنے والا ہے اور اس کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی اگرچہ وہ خود کو نیکوکار خیال کرتا رہے گا۔

بیوی بنا دیا جائے۔

جمال و خوبصورتی اس آندھی کی طرح ہے جو انسان کو اس کی جگہ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور کبھی کبھی اسے نابودی اور موت کے گڑھے میں بھی ڈھکیل دیتی ہے۔

مختصر یہ کہ جمال و خوبصورتی نے دونوں بھائیوں کے درمیان علیحدگی پیدا کر دی اور ایک لڑکے کو اپنے باپ کی نافرمانی پر آمادہ کر دیا۔

مہربان باپ نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اس پریشان کن حالات کا سامنا ہوگا وہ غیر معمولی ذہنی پریشانی سے دوچار تھے۔ وہ دو چیزوں کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ ایک یہ کہ اپنے فرزند کی خواہش کے مطابق کام کریں اور دوسری چیز یہ کہ دونوں بھائیوں کے درمیان اختلاف ختم ہو جائے۔ وہ بڑی دیر تک غور و فکر کرتے رہے لیکن کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی۔ آخر کار خداوند عالم نے ان کی رہنمائی کی تاکہ اختلاف ختم ہو جائے۔ حکم خداوندی کے بموجب آدمؑ نے اپنے لڑکوں کو طلب کیا اور حکم دیا کہ تم دونوں خداوند عالم کی بارگاہ میں قربانی دو۔ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی اس کو اس کی مراد مل جائے گی۔ ہابیل نے اپنے جانوروں میں سے ایک اونٹ کی قربانی پیش کی اور قابیل نے اپنے کھیت سے ایک بالی کی قربانی پیش کی اور دونوں امید لگا کر بیٹھ گئے دونوں میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ کامیابی کا قرعہ اس کے نام نکل آئے اور اس مقابلے میں اسے کامیابی حاصل ہو جائے۔

ہابیل ایک صاحب فضیلت اور ثابت قدم انسان تھے لہٰذا خداوند عالم کی بارگاہ میں ان کی قربانی قبول ہو گئی اور چونکہ قابیل نے اپنے باپ کی نافرمانی کی تھی اس وجہ سے اس کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ صرف یہی نہیں بلکہ قابیل کی قربانی میں خلوص کی بھی کمی تھی۔

اس ناکامیابی کے بعد قابیل بے حد پریشان اور سرگرداں ہو گیا کیونکہ اس کے دل میں روشن امید کی آخری کرن بھی بجھ چکی تھی۔

آخر کار اس کے دل میں بغض و عداوت و کینہ کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے دھمکی دیتے ہوئے اپنے بھائی سے کہا۔ ”میں تجھے مار ڈالوں گا تاکہ تجھے سعادت مند اور اپنے آپ کو بد قسمت نہ دیکھوں۔ آخر یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ تجھے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو جائے اور میں مجروح جذبات کے ساتھ زندگی بسر کروں۔“ ہابیل نے اپنے بھائی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ ”جانِ برادر! مناسب تو یہ ہے کہ مرض کی تشخیص کرو اور اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکو۔ سعادت و خوش بختی کی راہ کو پہچانو اور اس پر گامزن ہو جاؤ کیونکہ خداوند عالم پرہیزگاروں کے علاوہ کسی کے عمل کو قبول نہیں کرتا ہے۔

خداوند عالم نے ہابیل کو عقل و صحت کی دولت سے مالا مال کر رکھا تھا اور ان میں امانت الٰہیہ کے تحفظ کی صلاحیت

بھی موجود تھی۔ وہ خداوند عالم کی رضا و خوشنودی کو تمام چیزوں سے افضل سمجھتے تھے اور بڑی دلچسپی و لگن سے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگے رہتے تھے۔ خداوند عالم نے اس کی قسمت میں جو کچھ لکھ دیا تھا وہ اس پر راضی تھے وہ دنیاوی زندگی کو متاع ناپایدار اور مایۂ بے ثبات خیال کرتے تھے۔ وہ اپنے بھائی پر مہربان تو تھے لیکن اس سے خوفزدہ رہا کرتے تھے۔ وہ اس کی ہر بات کا خیال رکھتے تھے اور وقتاً فوقتاً اسے نصیحت بھی کیا کرتے تھے اپنے دل میں ایک طرح کی غیبی طاقت محسوس کرتے تھے اسی وجہ سے انھیں سرکش و خود خواہ قابیل کی دھمکی کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ انھوں نے اپنا اختیار قسمت کے سپرد کردیا تھا اور اپنے بھائی کے سلسلے میں کسی قسم کا کوئی برا ارادہ نہ رکھتے تھے بلکہ وہ اپنے بھائی کے حق میں کوئی برا خیال بھی نہیں پیدا ہونے دیتے تھے کیونکہ پاکیزگی کے خالق نے انھیں ابتدائے خلقت میں ہی پاکیزہ بنا دیا تھا اور وہ خالق کائنات سے خوفزدہ رہتے تھے۔

چنانچہ ہابیل لگاتار اپنے بھائی کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ شاید ان کی باتیں اس کے لئے شفا بخش ثابت ہو جائیں اور بھائی کے دل سے کینہ کی بیماری نکل جائے۔ قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے ہابیل نے کہا۔ "جان برادر! تم راہ راست سے منحرف ہو گئے ہو اور تمہارا فیصلہ گناہ پر مبنی اور تمہارا عقیدہ ناجائز و حقیقت سے دور ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار سے معافی مانگ لو اور گمراہی کا راستہ چھوڑ دو۔ لیکن اگر تم اپنے ارادہ میں پکے ہو تو میں خود کو گناہ و آلودگی سے دور رکھنے کے لئے سب کچھ خداوند عالم پر چھوڑ دیتا ہوں۔ پس تم اس گناہ کے بوجھ کو اپنے کندھے پر اٹھالو اور اہل جہنم میں شامل ہو جاؤ کیونکہ ظالمین کی جگہ جہنم ہے۔"

بھائی کی محبت قابیل کے دل میں بھڑکتی ہوئی کینہ کی آگ کو بجھا نہ سکی۔ صرف یہی نہیں بلکہ خوف خداوندی اور حقوق والدین بھی دنیائے بشریت کے اس پہلے ظالم کو ظلم سے روک نہ پائے۔

اور وہ وقت بھی آگیا۔ قابیل اپنے سرکش نفس پر قابو نہ حاصل کر سکا اور ہابیل اپنے بھائی کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ جی ہاں! قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا۔

ہابیل کی زندگی کا شاداب پودا گر گیا اور ان کی زندگی کا چراغ بجھ گیا۔ حضرت آدم اپنے بیٹے کے گم ہو جانے کی وجہ سے بے حد پریشان اور اس کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے وہ بار بار یہ کوشش کر رہے تھے کہ کاش میرے بچے کی کوئی خبر مل جائے اور انھیں قدرے سکون مل جائے۔ ایک دن انھوں نے قابیل سے پوچھا۔ "تمہیں ہابیل کی بھی کچھ خبر ہے؟" اس نے غصہ میں جواب دیا۔ "میں اس کا محافظ نہیں تھا۔" قابیل کے اس تیکھے اور حسد آمیز جواب سے آدم کو معلوم ہو گیا کہ ہابیل کو قتل کر دیا گیا ہے۔ بیٹے کی جدائی کا غم ان کے لئے ایک ناقابل برداشت واقعہ تھا چنانچہ شدتِ غم کی وجہ سے ان پر غیر معمولی سکتہ سا طاری ہو گیا۔ ان کے دل میں رنج و الم کی آگ بھڑک رہی تھی لیکن اس آگ پر انھوں نے سکوت و خاموشی کا سرپوش رکھ دیا تھا۔

ہابیل دنیائے بشریت کے پہلے مقتول تھے۔ ان سے قبل روئے زمین پر کوئی قتل رونما نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ قابیل کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ بھائی کے مردہ جسم کو کیا کرے۔ اس نے ہابیل کے مردہ جسم کو ایک تھیلے میں رکھ کر اسے اپنی پشت پر ٹانگ لیا اور مضطرب و سرگرداں و غمگین حالت میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔

ایسا کیوں نہ ہوتا؟ اس وقت اس کا دل جذبات اور نفسانی خواہشات کے درمیان ہونے والی جنگ کا میدان بنا ہوا تھا۔ قابیل نے کسی طرح وہ رات بسر کی۔ وہ ساری رات رنج و غم اور ذلت و رسوائی کے دریا میں غوطے لگاتا رہا۔

قابیل اپنے بھائی کا جنازہ کندھے پر لئے ہوئے ادھر ادھر بھٹکتا رہا۔ وہ تھک کر چور ہو گیا تھا پھر بھی اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ وہ کیا کرے۔

جان برادر! تم راہ راست سے منحرف ہو گئے ہو اور تمہارا فیصلہ گناہ پر مبنی اور تمہارا عقیدہ ناجائز و حقیقت سے دور ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار سے معافی مانگ لو اور گمراہی کا راستہ چھوڑ دو۔

ایسے ہی موقع پر رحمتِ خداوندی کی ضرورت
محسوس ہوتی ہے تاکہ اس پاکیزہ جسم کا احترام کیا
جاسکے اور سبھی لوگوں کو اس حقیقت کا اندازہ بھی
ہو جائے کہ مردہ جسم کے سلسلے میں ان کے
فرائض کیا ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ اس مغرور و بے عقل
نوجوان کو یہ سبق بھی سیکھ لینا چاہیے کہ وہ وحی و الہام
خداوندی کے لائق نہیں ہے بلکہ اسے کوّے کی
شاگردی اختیار کرنی چاہیے تاکہ اس حقیر و سیاہ پرندہ
کی نگاہوں کے سامنے اسے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ
وہ اس پرندہ سے زیادہ حقیر ہے اور اسے اپنی خودساختہ
فضیلت پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

خداوند عالم نے قابیل کے سامنے دو کوّے
بھیجے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔
اس کے بعد اپنی چونچ سے زمین میں ایک گڑھا بنایا
اور اس کے مردہ جسم کو اس گڑھے میں چھپا دیا۔ یہ
دیکھ کر قابیل بے حد شرمندہ و پشیمان ہوا اور کہنے
لگا ــ "ہائے افسوس! میں اس کوّے سے بھی
زیادہ عاجز و ناتواں ہوں کہ اپنے بھائی کے مردہ جسم
کو سپرد خاک نہیں کر سکا"؟!!

حوالہ

ؔ حضرت آدمؑ کے لڑکوں کی شادی کے سلسلے میں ملنے
والی روایات میں اختلاف ہے۔ اس جگہ فقط ایک جماعت
کی روایت نقل کی گئی اور اس روایت کے نقل کرنے والے
محارم کے ساتھ شادی کی حرمت جیسے اشکال کے جواب
میں یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں بشر زندگی کے ابتدائی
اور اولین مراحل طے کر رہا تھا اور نسلِ انسانی کی بقا کے
لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا اور خداوند عالم
نے بھی ایسے مخصوص حالات میں عارضی طور پر شادی کی
اجازت دے دی اور بعد میں اسے ہمیشہ کے لئے
ممنوع قرار دے دیا۔

دوسری جماعت کی روایات، جو بیشتر شیعہ علماء
سے منقول ہیں، یہ بتاتی ہیں کہ خداوند عالم نے آدمؑ
کے لڑکوں کی شادی کے لئے پریوں کو انسان کی شکل
میں بھیج دیا اور اس طرح انسانی نسل میں اضافہ ہو گیا
یہ علماء قابیل و ہابیل کے درمیان اختلاف کی وجہ بیان کرتے
ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت آدمؑ نے حکم خداوندی کے
بموجب میراث نبوت ہابیل کے سپرد کر دی کیونکہ ہابیل
میں اس کی صلاحیت موجود تھی۔ لیکن قابیل کو یہ بات
اچھی نہ لگی اور حسد کی آگ میں جلنے لگا اور آخر کار بھائی کے
خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کر لئے۔

بقیہ ھنر

ہے جو ایران میں دین اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا)
چونکہ یہی وہ دور ہے جس میں ایران کے مغربی و مشرقی
ممالک کے ساتھ تعلقات وسعت پذیر ہوئے چنانچہ
مشرق و مغرب کے ساتھ اجتماعی و ثقافتی سطح پر باہمی
ربط و تعلق کے باعث ایرانیوں کے انداز فکر، ذوق
جمالیات اور بالآخر لباسوں میں بھی تبدیلی آئی۔ یہی وجہ
ہے کہ وقت کے تقاضوں کے تحت اثر قاجاری عہد
کے اواخر میں جو معمولی تبدیلی لباسوں میں واقع ہوئی تھی
اسی کے مماثل ایران کے قصبات اور دور دراز علاقوں میں
آج بھی لباس مروج و مورد پسند ہیں ••

حوالے

ؔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: پوشاک زنان ایران، مصنف
جلیل ضیاء پور۔

بقیہ اعلانِ نتیجہ

مندرجہ ذیل شرکا کو بھی قرعہ اندازی میں شامل کیا گیا

۱۔ ماسٹر سراج الحسن ــ مشکگنج ــ لکھنؤ (یو۔پی)
۲۔ سید انوار احمد رضوی۔ باری چچی۔ ضلع اعظم گڈھ (یو۔پی)
۳۔ نقیہ بانو۔ ماؤنٹ روڈ۔ تھاؤزنڈ لائٹس۔ مدراس (ٹمل ناڈو)
۴۔ ماہ جبین۔ سعادت گنج ــ لکھنؤ۔ (یو۔پی)
۵۔ سید محمد شاہد عالم۔ گولہ گنج۔ لکھنؤ۔ (یو۔پی)
۶۔ سید تبارک علی نقوی۔ میرٹھ روڈ۔ غازی آباد (یو۔پی)
۷۔ سید فیاض حسین۔ رودولی ــ ضلع مرزاپور ــ (یو۔پی)
۸۔ سید ضمانت علی کال گھڑی۔ امروہہ۔ ضلع مرادآباد۔ (یو۔پی)
۹۔ سید حسن مہدی ــ دربار کلاں۔ امروہہ۔ ضلع مرادآباد۔ (یو۔پی)
۱۰۔ نور فاطمہ ــ پنت نگر ــ ضلع نینی تال ــ (یو۔پی)
۱۱۔ سید عزادار حسین ــ ضلع نینی تال ــ (یو۔پی)
۱۲۔ ظفر زہرا عابدی ــ امام باڑہ فیض آباد ــ (یو۔پی)
۱۳۔ شبو نقوی۔ مالک نگر ــ لکھنؤ ــ (یو۔پی)
۱۴۔ میثم رضوی۔ انباری۔ اعظم گڑھ ــ (یو۔پی)
۱۵۔ وصیہ رضوی۔ مشک گنج ــ لکھنؤ ــ (یو۔پی)
۱۶۔ سید نفیس احمد جعفری۔ پورنیہ ــ (بہار)
۱۷۔ سید علی رضا باشتوی جنجرہ عالیہ۔ رامپور (یو۔پی)
۱۸۔ وقار حسین خاں ــ نواب یوسف روڈ ــ جونپور (یو۔پی)
۱۹۔ سید رفیع الدین قادری سندھنور۔ ضلع رائچور (کرناٹک)
۲۰۔ شیخ محمد علی۔ نجفی ہاؤس ــ بمبئی۔ (مہاراشٹر)
۲۱۔ فرحت فاطمہ۔ کوپر منڈی۔ ضلع میدک (آندھرا پردیش)
۲۲۔ سیدہ تنویر رضوی۔ اترولہ ــ ضلع گونڈہ ــ (یو۔پی)
۲۳۔ افشاں عباس ــ بخارا روڈ ــ بجنور ــ (یو۔پی)
۲۴۔ روزی بے بی فاطمہ۔ دکھن ٹپی۔ ضلع جونپور۔ (یو۔پی)

سرزمین ایران

صوبہ خراسان

چودھویں قسط

مسجد گوہرشاد ـ مشہد

مقدس تاریخی مقامات:

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا آستانۂ مبارک شہر مشہد کا انتہائی عظیم و اہم ترین متبرک مقام ہے۔ آپ کا مربع شکل حرم نہایت پرشکوہ، عظیم الشان گنبد کے نیچے واقع ہے۔ اس گنبد پر باہر کے رخ طلا کاری اور اندر کی جانب آئینہ بندی کی گئی ہے۔ آپ کے حرم کے اطراف میں بھی متعدد مقدس مقامات ہیں۔ جن میں سے صحن مسجد گوہرشاد، صحن عتیق اور صحن جدید یہاں قابل ذکر ہیں۔ ان صحنوں کے اطراف میں بھی مختلف ادوار کے دوران "دارالسیادۃ" ۔ "دارالشفاء" اور "دارالحفاظ" جیسی عمارات تعمیر

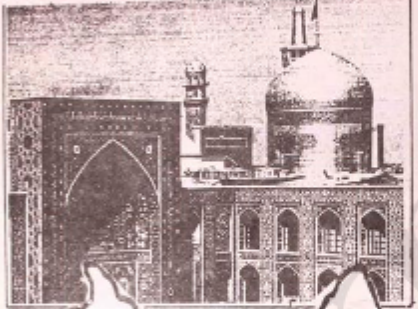

مرقد امام رضا مشہد

کی گئی ہیں۔ صحن عتیق، صحن جدید، صحن مسجد گوہر شاد اور روضۂ مبارک کے در و دیوار نیز گلدستوں پر بہترین کاشی کاری کی گئی ہے۔ اور چونکہ فنکاروں نے عقیدتمندی کے ساتھ اپنے فن کے جوہر اس عمارت میں نمایاں کئے ہیں اسی وجہ سے پوری عمارت کی شان و شوکت، آب و تاب اور رونق و عظمت دو بالا ہوگئی ہے۔ چنانچہ مسجد گوہر شاد کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ اپنی قدامت، نفاست، حسن و زیبائی اور بیش قیمت کاشی کاری کے باعث اس کا شمار عالم اسلام کی دلکش ترین مذہبی عمارات میں ہوتا ہے۔ فن تعمیر کی جو خصوصیات اس مسجد میں پائی جاتی ہیں ان کی نظیر دیگر مقامات پر کم ہی نظر آتی ہے۔

شیخ بہائی کا مقبرہ :

حرم مطہر امام رضا کے صحن جدید کی جنوبی جانب ایک حجرہ ہے جس میں عہد صفوی عہد کے مشہور عالم فقیہ حضرت شیخ بہائی کا مقبرہ نظر آتا ہے۔ اپنے وقت کے اس جید عالم کی قبر ایک وسیع و عریض ایوان میں واقع ہے۔

شیخ حر عاملی کا مقبرہ :

آپ کی قبر سردار حجرے میں بنی ہوئی جس کا راستہ مدرسۂ جعفریہ کی عمارت میں سے ہے آپ کے روضے کی چار دیواری بھی "حرم" کے نام سے ہی مشہور ہے۔ اس کی بنیاد چوڑی چوڑی اینٹوں پر رکھی گئی تھی۔ مگر اب حال ہی میں ان

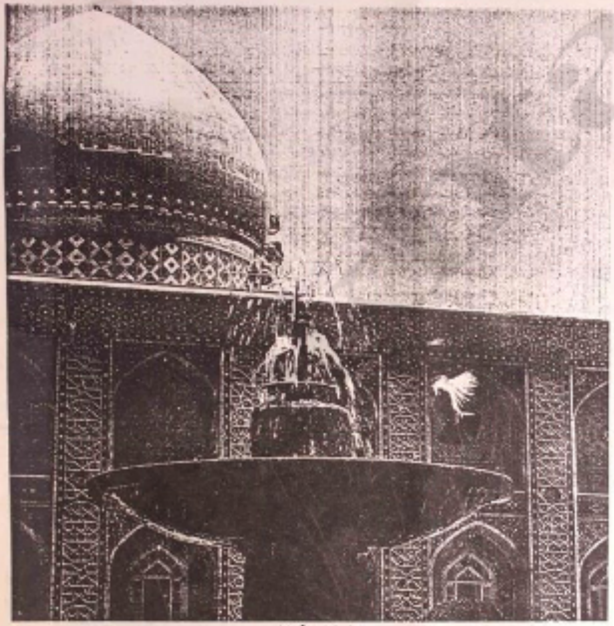

نمایی از مسجد گوهرشاد

دیواروں کو باریک آہنی جنگلے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مقبرے کی عمارت پہلے کی نسبت اب زیادہ کشادہ اور دلکش ہو گئی ہے۔

مسجد گوہرشاد :

مسجد گوہرشاد بھی امام علی رضاؑ کے حرم کی جنوبی سمت میں واقع ہے۔ اس کا صحن کافی وسیع و عریض ہے۔ جس کی چار دیواروں کے ہر طرف درمیان میں بلند و عالی شان عمارات بنی ہوئی ہیں اگرچہ مسجد گوہرشاد کے اطراف میں چھ دیگر مساجد بھی ہیں مگر یہاں اگر جو روحانی انبساط کی کیفیت قلوب پر طاری ہوتی ہے اس کے باعث سبزہ و خنکی کی آمد اور ہر موسم کے اعتبار سے پوری عمارت بالخصوص فرش کو گرم و سرد کرنے کا جو اہتمام یہاں کیا گیا ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ مسجد عالم اسلام کی دیگر تمام مساجد کے مقابل مشخص و ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔

شیخ طوسی کا مقبرہ

اس عظیم عالم اور اسلامی مفکر کا مقبرہ اب سے

مجسمہ فردوسی ــ طوس

قبل روضۂ حضرت امام رضا کے صحن قدیم کی شمالی سمت میں تھا اور یہ وہی جگہ ہے جس کے بائیں جانب سے شاہراہ طوسی شروع ہوتی تھی۔ کسی زمانے میں یہ مقبرہ باغ رضوان قبرستان سے متصل تھا اور اب چونکہ حضرت امام رضاؑ کے حرم کی ہر طرف سے توسیع کر دی گئی ہے اسی لئے یہ مقبرہ حدود حرم میں شامل ہو گیا ہے۔

خواجہ ربیع :

خواجہ اباصلت اور خواجہ مراد کے آستانوں کا شمار بھی شہر مشہد کی مشہور زیارت گاہوں میں ہوتا ہے۔

آرامگاہ فردوسی ــ خراسان

فردوسی طوسی کا مقبرہ :

حکیم ابوالقاسم فردوسی کا مقبرہ طوس نامی قصبے میں ایسے وسیع و عریض باغ کے درمیان واقع ہے جہاں میوہ دار درخت ہمیشہ سرچشمہ و سرسبز و شگوفہ بار رہتے ہیں۔ فردوسی کا مقبرہ ۱۳۱۳ھ ش میں اس وقت تعمیر ہوا تھا جب کہ فارسی زبان کے اس عظیم شاعر کے یوم ولادت کی مناسبت سے ہزار سالہ جشن منایا گیا تھا اور افتتاح کے موقع پر ساٹھ ممالک سے زیادہ آئے ہوئے مستشرقین اور ماہرین ایران شناسی نے اس

نمای عمومی دانشگاه علوم اسلامی رضوی

نمای از صحن انقلاب

میں شرکت کی تھی۔ اس نامور شاعر کا مقبرہ ایسی پرکشش جگہ ہے جہاں ہر روز کثیر تعداد میں سیاح اور وہ لوگ جنہیں شاہنامہ سے دلچسپی ہے کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔ یہ مقبرہ شہر سے تقریباً ۲۴ کلومیٹر دور واقع ہے۔

تعلیمی مراکز :

دانشگاہ علوم اسلامی

دانائے رموز ظاہر و باطن عالم تشیع کے ہادی و مقتدا حضرت علی ابن موسیٰ الرضاؑ کے روضۂ مبارک کی نگرانی کے لئے جو ادارۂ اوقاف مقرر ہے وہ آستان قدسی کے نام سے مشہور ہے۔ اس ادارے کے ذریعے روضہ مبارک امام ضامن کے نزدیک ایسی دانشگاہ کا قیام عمل میں آیا ہے جس نے نہ صرف ایسے طلبۂ علوم دین و تشنگان سرچشمۂ روحانیت و مجاہدین اسلام کی ضروریات فراہم کی ہیں جن کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے بلکہ ایسے رسائل بھی یہاں مہیا کئے گئے ہیں جو علوم و فنون کی ترویج کے ساتھ رفاہی امور میں بھی معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس علمی درس گاہ کی وسعت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں درس و تدریس کے لئے باشیس (۲۲) بڑے بڑے کمرے اور طلب کی رہائش کے لئے دو سو پچاس حجرے تیار کئے گئے ہیں۔ اسی دانشگاہ سے ملحق مسجد، سامان کی خریداری کے لئے پورا بازار، جلسات کے لئے کشادہ ایوان، حمام خانے، آبدار خانے، لباس شوئی کے کارخانجات (دھوبی گھر) وغیرہ بھی ہیں۔ درالصل یہ دانشگاہ اس قدیم عمارت کی بنیادوں پر استوار کی گئی ہے جس پر کبھی مدرسہ مرزا جعفر تینتیس (۳۳) ہزار مربع میٹر رقبۂ زمین پر واقع تھا۔

دانشگاہ علوم اسلامی مشہد کے بارے میں پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ درالصل علم و دانش کا یہ وہ باب ہے جہاں سے شہر علم کے اسلامی علوم و فنون کے خزانے انسانوں کے قلوب پر کھلتے ہیں اور یہ وہ دینی تعلیم و تربیت کا مرکز ہے جس سے عالم اسلام کی امیدیں وابستہ ہیں۔

(باقی آئندہ)

دوسری قسط

آیت اللہ امام خمینی (رح) اور اقتصادی و اجتماعی نظام

(از: ڈاکٹر شاہ محمد وسیم (علیگ))

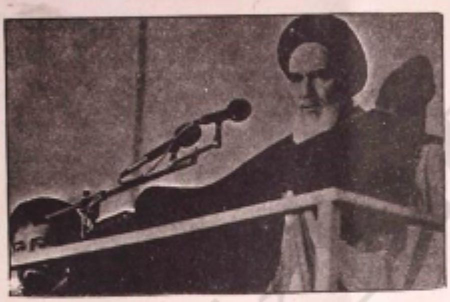

حضرت آیت اللہ خمینیؒ نے جب یہ نظریہ پیش کیا کہ وہ اس امر کے ضامن ہیں کہ اجتماعی اقتصادی مساوات کی بنیاد پر اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لائیں گے تو موصوف نے خواتین کو بھی ذمہ دارانہ کردار ادا کرنے کے لئے اس میں شامل رکھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنی تقریر میں موصوف نے فرمایا تھا کہ "......... تعلیم و تربیت کے میدان میں ان پر بہت بڑی ذمہ داری عاید ہو گئی ہے۔ تعلیم و تربیت وہ خواہ گھر پر اپنے بچوں کی کریں خواہ درس و دیگر مقامات پر دوسروں کے بچوں کی، بہر حال اب یہ ان کا کام ہے کہ وہ اس فرض سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہوں .... اس سے بھی زیادہ اہم حقیقت دراصل یہ ہے کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد خواتین نے تعلیم و تربیت، مسلسل کاوش، تحفظ عفت و آبرومندی اور اسلامی اقدار کی پاسداری کرتے ہوئے اہم اقدامات کئے ہیں یہی نہیں بلکہ ملک کے بعض امور میں تو وہ مردوں پر سبقت بھی لے گئیں اور بعض اقدامات میں تو پیشگام ثابت ہوئی ہیں۔ چنانچہ آج ہم اس امر کے شاہد ہیں کہ ایران کی باعزت خواتین پورے ملک میں نہ صرف ایمانداری و عقیدتمندی اور مکمل ذمہ داری سے مادر وطن کے لئے مفید خدمات انجام دے رہی ہیں بلکہ وہ اسے مضبوط و طاقتور بنانے میں بھی معاون و مددگار ہیں .... یہ خواتین ہی ہیں جنہوں نے نونہالوں کو تربیت دی اور محاذ جنگ کی جانب روانہ کیا۔"

یہاں اس امر کی صراحت ضروری نہیں کہ جب کسی قوم کی خواتین اور نوجوانوں کو شتر بے مہار چھوڑ دیا جاتا ہے اور ان کے سامنے کوئی ضابطہ و قاعدہ نہیں رہتا تو اس قوم کے اجتماعی اقتصادی نظام کا فساد زدہ ہو جانا ایک طبیعی امر ہے اور جب معاشرہ اس حالت پر آ جائے تو وہ کسی مستحکم بنیاد پر قائم نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ جب اجتماعی اقتصادی نظام فساد و فتور کا شکار ہو جاتا ہے تو اجتماعی ثقافتی سطح پر بھی اس میں خستہ حالی و زبونی پیدا ہو جاتی ہے جس کا یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ترقی کی رفتار بھی نبض بیمار کی مانند سست ہونے لگتی ہے۔ حضرت آیت اللہ خمینیؒ نے اپنے وصیت نامے میں مرقوم فرمایا ہے کہ "استعماری طاقتیں جن سازشوں پر عمل پیرا ہیں اور بدقسمتی سے اس کے مضر اثرات جو ہمارے معاشرے پر نمایاں ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ طاقتیں مستعمرات کو ایک کے چنگل سے نکال کر کسی دوسرے کے چنگل میں منتقل کر دیتی ہیں اور ان پر اپنی فن کاری کا ایسا جادو چلاتی ہیں کہ یہ مستعمرات ہمیشہ مغرب و مشرق کے ہی دست نگر رہتے ہیں اور ان کی ہی راہ و روش پر چلنا اپنے لئے عین سعادت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اب نوبت یہاں

تک پہنچ گئی ہے کہ ان اقوام نے ان کی نظر میں نہ صرف اپنا وقار ہی کھویا ہے بلکہ جذبۂ خود اعتمادی سے ایسے محروم ہوئے ہیں کہ مشرق و مغرب کو ہی طاقت و اقتدار کے دو دیوتا یا قطب سمجھنے لگے ہیں اور ان کے بارے میں یہ محسوس کیا جانے لگا کہ انہیں نسلی برتری کے ساتھ ہی تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بھی فوقیت حاصل ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ ممالک ان بڑی طاقتوں کی حمایت و پشت پناہی کے بغیر سانس تک نہیں لے سکتے۔

حضرت امام خمینیؒ کے ان فکر انگیز الفاظ نے گویا خمینیؒ نے فرمایا تھا........ کہ یہ دردناک و الم انگیز طویل داستان ایسی ادوٹیری (؟) طاقتوں کی کشمکش کا نتیجہ ہے جس نے ہمارے ہر عزم و ارادے کو پامال کر دیا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ المناک بات یہ ہے کہ یہ بڑی طاقتیں جب کسی قوم کے سر پر اس غرض سے ہاتھ رکھتی ہیں کہ اس کے ملک کو مصارف میں خود کفیل بنائیں تو وہ اس کی ترقی کے ہر راستے کو محدود و مسدود کر دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بڑی طاقتیں اقوام عالم میں اپنی تکنیکی برتری، پیشرفت اور تباہ کار شیطانی قوت کا وہ خوف دلوں میں پیدا کر دیتی ہیں جس کے باعث اکثر اقوام خود اعتمادی سے محروم و پست حوصلہ انسان کے پاس بس یہی چارہ رہ جاتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کے سامنے سر تسلیم خم کر دے جو کسی غیر ملک سے وابستہ ہے۔ ان ملکی اثرات کو ذہن نشین کرانے کا عمل اگرچہ بہت آہستہ مگر مسلسل و پیہم کارفرما رہتا ہے۔ اس کے بعد ایک دن وہ آتا ہے جب کہ انسان نہ صرف غیر ملکی ثقافت و تمدن کا مداح و ثنا خواں بن کر رہ جاتا ہے بلکہ اس کا انداز فکر غیر ملکی اثرات سے مغلوب ہو کر ایسا پراگندہ و پریشان ہوتا ہے کہ بعض معاملات میں تو اس کے لئے اچھے اور برے کے درمیان تمیز و تشخیص کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکتا کہ بالآخر اس کی فلاح و بہبود کس شے میں مضمر ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس قسم کا

یہ بڑی طاقتیں جب کسی قوم کے سر پر اس غرض سے ہاتھ رکھتی ہیں کہ اس کے ملک کو مصارف میں خود کفیل بنائیں تو وہ اس کی ترقی کے ہر راستے کو محدود و مسدود کر دیتی ہیں۔

ساز کے ہر تار میں ارتعاش پیدا کر دیا بالخصوص ان لوگوں کو مزید بصیرت عطا کی جو بین الاقوامی سطح پر اجتماعی ثقافتی نیز اقتصادی تعلقات کے ماہر سمجھے جاتے ہیں ثقافتی حملات کے باعث جو کسی طرح بھی مفید و سودمند تھے پورے نظام میں کئی اعتبار سے خلل واقع ہو گیا۔ ٹکنالوجی کا انتخاب، اصول فن تعمیر، بینکوں کی کارکردگی، بین الاقوامی قرضوں کی فراوانی، امداد، عطیات پیشکش اور مصارف میں محض تقلید ایسے عناصر تھے معاشرے پر اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور جلدی ہی ایسی تبدیلیاں آئیں کہ انہوں نے مقامی و فطری اجتماعی اقتصادی کارکردگی کو تباہ کرایا۔ چنانچہ اس وضع و کیفیت کے بارے میں حضرت آیت اللہ

ہو کر ایسی پژمردگی کا شکار ہو جاتی ہیں کہ وہ اپنے وجدان و ضمیر کی ہر آواز تک کو دبا دیتی ہیں۔ چنانچہ اقوام کے عناصر میں ایسی سستی آ جاتی ہے کہ وہ خود کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتی ہیں۔ اور اس طرح ملک کے پورے نظام میں ایسی بڑی طاقتوں کا سکہ ہر طرف چلنے لگتا ہے۔

جب حالات ایسی تباہ کن صورت اختیار کر لیں تو اس کا فطری نتیجہ یہی برآمد ہوگا کہ آدمی کلی طور پر جذبہ خود اعتمادی سے ایسا محروم ہو کہ اس کا یہ یقین ہی منقطع ہو جائے کہ اس میں کچھ کر گزرنے کی استعداد و صلاحیت ہے۔ اس کے بعد اس پژمردہ روئیہ اگرچہ بہت آہستہ کام کرتا ہے مگر سب سے پہلے یہ انسان کے دل و دماغ کو متاثر کرتا ہے۔ چنانچہ علم ریاضی کی زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی افزائش اقلیدسی شکل میں اضافت پذیر ہوتی رہتی ہے۔ اس جذبۂ عجز و انکسار اور زبونی و ناتوانی کو ہمارے دل و دماغ پر غیر ملکی طاقتوں کے ذریعے اس بنا پر منقش کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے اس جذبۂ اعتماد کا فقدان ہو جائے جس کے ذریعے ہم اپنی علمیت کو بروئے کار لا سکتے ہیں اور ہم میں اپنی استعداد و صلاحیت نیز قابلیت کی بنیاد پر کوئی خاص فنی نظریہ قائم کرنے

اور اپنے تجربات کی بنیاد پر ہر میدان میں کوئی حتمی فیصلہ صادر کرنے کی اہلیت باقی نہیں رہتی ہے اور اس طرح ہم بغیر سوچے سمجھے مغرب و مشرق کی تقلید کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں یہ کم فہم، بے شعور مغرب و مشرق زدہ ادیب و مفکر ہی تو ہیں جو ہمارے تمدن، فن اور علمی و ادبی مراکز کو حقیر سمجھ کر جس حد تک ممکن ہو سکتا ہے ان کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر وہ ہمارے موروثی استعداد و صلاحیت کو حقیر و پست ثابت کر کے اس غیر ملکی ثقافت کو فروغ دیتے رہتے ہیں جو سراسر لغو و مہمل ہے۔ چنانچہ ہم اپنے عہد میں بھی دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ہم پر یہ غیر ملکی تمدن مبہم مسلط کیا جا رہا ہے۔

ہم لوگ دوسروں کی اگر اسی طرح تقلید کرتے رہے تو ہمیں یہ حق بھی حاصل نہیں کہ اپنی آزادی کی خواہش و تمنا کریں۔ ہمارے ادیبوں کے دل و دماغ پر اگر اسی طرح یورپی ادب کا غلبہ رہا تو ہم یہ امید بھی نہیں کر سکتے کہ ایک روز ہم آزاد بھی ہوں گے۔ ہماری راہ گذاروں دوا فروشوں کی الواح، کتابوں کے اوراق، چمن زاروں کی روشوں اور دیگر تمام اشیاء پر اگر یہ تمام اسی طرح نمایاں رہے تو ہمارا یہ خواب آزادی کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

اگر ہم اپنی اس ذہنی غیر یقینی حالت سے نکل کر ترقی کی خاطر ایسی قابل دوام بنیاد فراہم کرنا چاہتے ہیں جو بلا شرکت غیرے مقامی سطح پر ہماری فطری فنی استعداد کی متحمل نیز اس امر کی ضامن ہو کہ اس میں قوت متحرکہ کارفرما ہے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم حکومت اور صاحب اقتدار لوگوں سے ان کی کارکردگی کے بارے میں باز پرس کرتے رہیں تاکہ محض ان پر بھروسہ نہ کر کے ہم عہد حال و مستقبل میں اپنی فطری صلاحیت اور فنی تجربات کی اقدار کو پہچان

> جب ہم دوسروں کی اسی طرح تقلید کرتے رہے تو ہمیں یہ حق بھی حاصل نہیں کہ اپنی آزادی کی خواہش و تمنا کریں۔

سکیں اور انہیں مادی امداد نیز اخلاقی حوصلہ افزائی کے ذریعے بارور ہونے کا موقع دیں۔ اور اس کی فوری و اشد ضرورت ان ممالک میں ہے جو تیسری دنیا کے زمرے میں آتے ہیں۔ کیونکہ ان ممالک میں اختراع و ابتکار نیز پیشقدمی کی رفتار بہت سست ہے جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان ممالک میں مقامی لوگوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو نہ صرف عرصۂ دراز سے مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے بلکہ انہیں مفقود کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اسی کے باعث ان اقوام میں ایسا جذبۂ بے اعتمادی و حجاب پیدا ہو گیا ہے کہ انہوں نے اختراع و ابتکار کے میدان میں مغربی اقوام کی برتری قبول کر کے انہیں مکمل طور پر اپنے چنگل میں لے رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہاں اس بات کی جانب اشارہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس میں شک نہیں کہ غیر ملکی سرمایہ اور ٹکنالوجی کے دروازے کسی ملک پر کھول دینا خطرات سے خالی نہیں مگر اس کے باوجود حالات کا اجبار اس امر کا متقاضی ہوتا ہے کہ انہیں قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہتا چنانچہ تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ یہ عمل مسلسل و پیہم چلا آ رہا ہے۔ جب ہمارے سکتے

افکار اور پامال خیالات نے اخلاقی طور پر یہ تسلیم کر لیا کہ یہ برتر اقوام عدل و انصاف کو بحال اور ہمارے ساتھ مساویانہ سلوک روا رکھیں گی تو ان نام نہاد برتر اقوام نے ان کا استحصال شروع کر دیا اور بعض اقوام کے سامنے تو محض فائدہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کرنے کے علاوہ کوئی مقصد ہی نہ تھا۔ چنانچہ مال و دولت کی اس ہوس نے بالآخر سامراجی نظام، استحصال اور جبر و نظام کی شکل اختیار کر لی اگر کبھی کچھ اصلاح پسند انسانوں نے ان مظالم اور خرابیوں کی اصلاح کرنے کی کوشش بھی کی تو انہوں نے وہی رویہ اختیار کیا جو کبھی ان برتر اقوام کا شیوہ رہا تھا مگر ان کی ہر اصلاحی سعی و کوشش طاقت کی بڑھتی ہوئی مرکزیت، استحصال اور وطن دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو کر رہ گئی اور فرنگیوں کی نیرنگیوں نے کسی نہ کسی صورت میں جلوہ گر ہو کر انہیں قطعی ناکام بنا دیا۔ اور آج حالت یہ ہو گئی ہے کہ پوری دنیا اور بالخصوص تیسری دنیا کے ممالک حسرت سے یہ انتظار کر رہے ہیں کہ بین الاقوامی سطح پر مساویانہ اقتصادی نظام بحال ہو کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کے مسائل حل کرنے میں سرمایہ داری اور اشتراکیت جیسے دونوں ہی نظام ناکام رہے ہیں۔

اس موقع پر حضرت آیت اللہ خمینیؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ہمیں یہ بات فراموش نہ کر دینی چاہئے کہ بعض منطقوں میں غیر ملکی امداد پر انحصار کرنا وقتی طور پر مفید و سودمند ہو سکتا ہے مگر آخر میں نتائج یہی برآمد ہوتے ہیں کہ ملک خسارے سے دوچار ہوا۔ ہم ان غیر ملکی طاقتوں کے سامنے جب تک ترقی یافتہ ٹکنالوجی حاصل کرنے کی غرض سے دست سوال دراز کئے رہیں گے اور بین الاقوامی برادری میں گداگری کرتے رہیں گے تو ٹکنالوجی کے میدان میں ہم اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بارور ہوتا ہوا دیکھ

(باقی صفحہ ۳۳ پر)

نفسِ نبی

از: الحاج محمد مصطفیٰ شائق ناگپوری

حضرت علی کی انفرادیت

غدیرِ خم ایک مقام کا نام ہے جو کہ و مدینہ کے درمیان جحفہ کے پاس ہے وہاں رسولِ خدا نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علی کی ولایت کا اعلان فرمایا تھا۔ اور فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اس کو ایک سو صحابۂ کرام نے بیان فرمایا ہے جن کے نام کی تفصیل ارجح المطالب میں ملاحظہ فرمایئے اور ایک سو نادون علماء محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت براء بن عازف فرماتے ہیں۔

براء ابن عازف روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں رسالت مآبؐ کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیرِ خم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور رسولؐ خدا کے لئے زمین پر جھاڑو دی گئی پس حضرتؐ نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنین کی جان سے اَولیٰ ہوں؟ سب نے عرض کیا کہ "بیشک آپ اولیٰ ہیں" پھر فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولیٰ ہوں پس اس کا علیؑ مولیٰ ہے اے خدا دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے حضرت عمر ابن خطاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مل کر کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے علی ابن ابیطالبؑ تو ہر ایک مومن و مومنہ کا مولیٰ بن گیا ہے اس کو امام احمد نے مناقب میں اور بیہقیؒ ابوالعلیٰ ابونعیم اور ثعلبیؒ مخلص الذہبی اور ابن شیبہ نے روایت کیا ہے نیز ابن ماجہ نے سنن میں اور علامہ متقی نے کنز العمال میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور علامہ حاکم کہتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اگرچہ مسلم و بخاری نے روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکل الآثار میں طحاوی نے عادمن عاداہ کے بعد یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں کہ حضرت پیغمبرؐ نے خدا سے فرمایا اے پروردگار محبوب رکھ اسے جو اسے محبوب رکھے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے اور اعانت کر اس کی جو اس کی اعانت کرے اور مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے۔

قصیدۂ حسان بن ثابت

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غدیرِ خم کے مقام پر بیان کیا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا مولا علی ہے، حسن بن ثابت کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے چند اشعار پڑھنے کی اجازت ہو، آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کی برکت ہو بیان کر حسان کہنے لگے اے قریش کے لوگو جناب رسولؐ خدا کی گواہی کو سنو اور یہ اشعار بیان کئے

۱۔ غدیرِ خم کے مقام پر رسولؐ خدا نے لوگوں کو پکارا اور رسولؐ خدا نے کیا عمدہ منادی فرمائی غدیر کے روز۔

۲۔ فرمایا تمہارا کون مولا و ولی ہے؟ ان لوگوں نے کہا جو اس جگہ سرکشی نہیں کرتے تھے۔

۳۔ تیرا خدا ہی ہمارا مولا ہے اور تو ہی ہمارا اَولیٰ ہے اور آج کے دن سے تو ہمیں نافرمان نہیں پائے گا۔

۴۔ پس رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ تو اٹھ کھڑا ہو میں خوش ہوں تجھ سے کہ میرے بعد امام و ہادی ہے۔

۵۔ پس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ ولی و مولا ہے تم لوگ اس کے سچے مددگار بن جاؤ۔

۶۔ پھر آپ نے وہیں دعا کی کہ اے خدا علیؑ کے دوست کو دوست رکھیو اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھیو۔

۷۔ پس تمام لوگوں کے سوا علیؑ کو اس خصوصیت سے مخصوص کیا اور اس کا نام وزیر اور بھائی رکھا۔ اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن مردویہ نے اور ابونعیم نے اور خطیب خوارزمی نے مناقب میں اور سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں اور سیوطی نے ازہار میں اور علامہ گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب میں اور حموینی نے فرائد میں اور نطنزی نے خصائص العلویہ میں۔

دعائے رسول

روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے جب حسان کا قصیدہ سنا تو فرمایا اے حسان خدا ہمیشہ تمہاری تائید کرے روح القدس کے ذریعہ سے جب تک تم ہماری نصرت کرو اپنی زبان سے ہماری طرف سے دعا کرو۔

قہرِ الٰہی کا نزول ابن نعمان فہری پر

امام ابواسحاق ثعلبی اپنی تفسیر میں اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے جب یہ کہا مقام غدیر

تم پر) تو یہ خبر تمام شہروں قریوں میں منتشر ہوگئی چنانچہ حارث بن نعمان فہری کو بھی معلوم ہوا پس وہ رسولؐ خدا کی خدمت میں اپنے اونٹ پر سوار ہوکر آیا اور اس کو مسجد نبوی کے دروازے پر بٹھاکر باندھ دیا اور مسجد میں داخل ہوا اور پیغمبرؐ خدا کے سامنے جا بیٹھا اور کہا کہ اے محمدؐ تم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم خدا کی وحدانیت اور تمہاری رسالت کی گواہی دیں ہم نے اسے قبول کیا پھر تم نے حکم دیا کہ ہم پانچ وقت نماز پڑھیں دن رات میں اور ماہ رمضان میں روزہ رکھیں اور خانۂ کعبہ کا حج کریں اور اپنے مال سے زکوٰۃ نکالیں یہ سب ہم نے تم سے مان لیا، اس کے بعد بھی تم خوش اور رضامند نہ ہوئے یہاں تک کہ اپنے بازوؤں میں اپنے چچا زاد بھائی علیؑ کو بلند کیا اور لوگوں پر انھیں فضیلت دے دی اور تم نے کہا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے پس یہ تم نے اپنی طرف سے کہا تھا یا خدا کی طرف سے کہا ہے؟ یہ سن کر رسولؐ خدا کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور آپ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ میں نے خدا کی طرف سے کہا ہے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے اس جملہ کو آنحضرتؐ نے تین مرتبہ دہرایا۔ اس کے بعد حارث کھڑا ہوا اور وہ کہہ رہا تھا اے خدا جو کچھ محمدؐ نے کہا وہ حق ہے اور سچ ہے تو آسمان سے کوئی پتھر میرے اوپر برسا یا مجھ پر کوئی المناک عذاب بھیج۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم حارث ابھی اپنے اونٹ تک نہ پہنچا اللہ نے آسمان سے ایک پتھر اس کے اوپر پھینکا جو اس کے سر پر پڑا اور پاخانہ کے مقام سے نکل گیا پھر خدا نے یہ آیت نازل کی "سوال کیا ایک سائل نے ایسے عذاب کا کہ جو کافرین کے لئے واقع ہے اور جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے۔"

آیات تو بہت سی ہیں جن سے مولا امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن مضمون میں اتنی گنجائش نہیں اس لئے احادیث کا سلسلہ شروع کر دیا۔

رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارونؑ کی منزلت موسیٰ کے نزدیک تھی مگر بیشک تم نبی نہیں ہو اور میرے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ میں تمہیں اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کئے بغیر چلا جاؤں

شان مولا علیؑ میں احادیث رسولؐ

امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں کثرت احادیث وارد ہوئی ہیں ان سب کا احصار کرنا کسی ایک فرد بشر کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہاں چند مشہور حدیثیں نقل کی جارہی ہیں جن سے مولا علی کی شان تمام صحابہ کرام میں ممتاز نظر آتی ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا اے علی کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارونؑ کی منزلت موسیٰ کے نزدیک تھی مگر بیشک تم نبی نہیں ہو اور میرے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ میں تمہیں اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کئے بغیر چلا جاؤں۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ ایک نور ہیں اور آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار برس پہلے خدا نے ہم کو پیدا کیا پھر جب خدا نے خلق کو پیدا کیا تو اس کو آدم کی پشت میں رکھ اور وہ ہمیشہ ایک ہی ساتھ رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں جدا ہوا پس مجھ میں نبوت ہے اور علیؑ میں خلافت ہے (اس کو دیلمی نے روایت کیا ہے)

جناب سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرورؐ عالم فرماتے ہیں کہ بیشک میرا بھائی اور میرا وزیر اور جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں، سب سے بہتر علی ابن ابی طالبؑ ہے (اس کو خوارزمی نے مناقب میں روایت کیا ہے)

حبیب خدا فرماتے ہیں کہ جو چاہتا ہے کہ وہ زندگی گزارے میری زندگی جیسی اور اس کی موت واقع ہو میری موت کے جیسی اور وہ داخل ہو اس جنت میں جسکا وعدہ مجھ سے میرے پروردگار نے فرمایا ہے اور جس کے پودوں کو خدا نے دست قدرت سے لگایا ہے اور جو جنت الخلد ہے پس اس کو چاہیئے کہ وہ محبت کرے علی ابن ابی طالبؑ سے اور ان کے بعد ان کی ذریت سے پس وہ ہرگز تمہیں ہدایت کے دروازے سے باہر نکلنے نہ دیں گے اور گمراہی و ضلالت کے دروازے میں داخل نہ ہونے دیں گے۔

جناب ابو ذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ علیؑ میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا تحفہ ہے اور جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اس کا میرے بعد میری امت سے بیان کرنے والا ہے اس کی محبت ایمان ہے اور اس کا بغض نفاق ہے اور اس کی طرف دیکھنا عبادت ہے (اس کو دیلمی نے روایت کیا ہے)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا حضرت علیؑ سے کہ تمہاری محبت ایمان ہے اور تمہارا بغض نفاق ہے جنت میں سب سے پہلے تیرا محب (دوست) داخل ہوگا اور دوزخ میں سب سے پہلے تیرا بغض رکھنے والا داخل ہوگا (اس کو خاویہ نے روایت کیا ہے۔)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم

منافقین کو نہیں پہچانتے تھے بس علیؑ کے بغض کی وجہ سے۔ (اس کو احمدؒ نے مناقب میں روایت کیا ہے)

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ جماعت انصار منافقین کو حضرت علیؑ کے بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے)

حضرت زید بن ارقم نے روایت کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھے خدا کا یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب کے دروازے کو بند کروں سوائے علی ابن ابی طالبؑ کے دروازے کے۔

دار قطنی نے افراد میں عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ علی باب حطہ (معرفت کا دروازہ) ہیں جو اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو اس سے خارج ہوا وہ کافر ہے۔

خطیب نے حضرت براء اور دیلمی نے ذریعہ ابن عباس کی روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور اس کی وہی منزلت ہے جو میرے سر کی میرے بدن سے ہے۔

دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے جو چھ آدمیوں کی شوریٰ کیٹی مقرر کی تھی خلافت کے معاملہ میں اس میں حضرت علیؑ سے بہت طولانی گفتگو ہوئی ہے منجملہ حضرت علیؑ نے احتجاج کے طور پر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میں کوئی ایسا میرے سوا ہے کہ جس کے لئے رسولؐ خدا نے فرمایا ہو کہ اے علیؑ تم جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو قیامت کے روز؟ سب نے کہا بخدا نہیں ہے۔

ابن سمان نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر نے حضرت علیؑ سے کہا کہ میں نے رسولؐ خدا سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پل صراط سے کوئی نہ گزر سکے گا مگر جبکہ علیؑ گزر نامہ لکھ دیں گے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے لوگو محمد مصطفیٰؐ کی رعایت ملحوظ رکھو ان کے اہلبیت کے بارے میں یعنی ان کی حفاظت کرو اور انہیں اذیت نہ پہنچاؤ۔

جناب ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بھائیوں میں سے بہتر علیؑ ہیں اور تمام چچاؤں سے بہتر حمزہؑ ہیں اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے (اسکو دیلمی نے فردوس میں اور علاؤالدین متقی نے کنز العمال میں روایت کیا ہے)

جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے بریدہ علیؑ میرے بعد تمہارا ولی و حاکم ہے پس علیؑ کو محبوب رکھو وہ وہی کرتے ہیں اور کریں گے جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو (اس کو ملا نے روایت کیا ہے اور اس کو ابن عساکر نے اور ابن الجوزی نے بھی روایت کیا ہے

ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ کرم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے (اس کو ابو یعلی نے اور ضیا نے روایت کیا ہے۔)

حضرت ابوذر غفاریؓ جناب ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بیشک حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے کبھی یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس وارد ہوں۔ (اس کو علامہ ابو بکر بن مردویہ نے روایت کیا ہے۔)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے پھرتا ہے ادھر جدھر علی پھرتا ہے (ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔)

ابن حبان تیمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ بتحقیق نبی کریم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علیؑ پر اے میرے پروردگار حق کو پھیر دے جہاں علیؑ پھرے۔

حضرت کعب نے روایت کیا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ لوگوں میں فرقے اور پارٹیاں ہوں گی اور اختلاف واقع ہوگا پس یہ اور اس کے اصحاب حق پر ہوں گے یعنی علی ابن ابی طالبؑ

حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حق اسکے ساتھ ہے یعنی علی ابن ابیطالبؑ کے۔

حضرت انس نے روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ ہم اہلبیتؑ ہیں ہمارا قیاس کسی پر نہیں کیا جا سکتا۔

اگر تم علیؑ کو اپنا حاکم و ولی مقرر کرو گے تو انہیں ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تمہیں صراط مستقیم پر لے کر چلیں گے۔

حضرت ابو لیلیٰ غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ میرے بعد فتنہ و فساد برپا ہوگا پس جب ایسا ہو تو تم علی ابن ابی طالبؑ سے وابستہ رہنا اس لئے کہ وہ حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے والے ہیں۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ تم بیان کرو گے میرے بعد میری امت سے جس چیز میں اختلاف کرے گی۔

جناب امیر سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے کہا، تحقیق کہ امت بے وفائی و غدر کرے گی تجھ سے میرے بعد اور تو زندگی بسر کرے گا میری ملت پر اور تو شہید کیا جائے گا میری سنت پر جو تجھے دوست رکھے وہ مجھے دوست رکھے گا جو تجھ سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا۔ اور بیشک یہ خضاب کی جائے گی یہاں سے یعنی آپ کی داڑھی خون سے سرخ ہوگی سر سے۔

ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ علیؑ کی مثل کعبہ کی ہے اس کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اس کی طرف حج کرنا (قصد کرنا) فرض ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب فرماتے تھے یا علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے چاہیئے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس جائے۔ پس اگر یہ قوم امر خلافت کو تیرے سپرد کردے تو تو ان سے قبول کر لینا اور اگر نہ آئیں تو تو ان کے پاس نہ جانا یہاں تک کہ وہ خود تیرے پاس آئیں (اسکو دیلمی نے فردوس الاخبار میں اور علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے)

حضرت حذیفہ مانند وار رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ علیؑ کی مثل لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسے قل ھو اللہ قرآن میں (اسکو دیلمی نے روایت کیا ہے)

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے خندق کے روز عمرو بن عبدود کے ساتھ جناب امیرؑ کے مقابلہ کرنے کی نسبت کہ تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کرتے رہیں گے علیؑ کی ایک ضرب افضل ہے۔

جناب بہز ابن حکیم اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ علیؑ کا عمرو ابن عبدود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کریں گے، افضل ہے (اسکو حاکم نے روایت کیا ہے)

جناب عطیہ ابن سعد عوفی کہتے ہیں کہ ہم جابر ابن عبداللہ کے پاس گئے اور ان کے ابرو کے بال ان کی آنکھوں کے نیچے ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیرؑ کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں سے ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگے وہ تو خیر البشر ہیں (اس کو احمد نے مناقب میں روایت کیا ہے)

خطیب نے روایت کیا ہے ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو نہ کہے کہ علیؑ خیر البشر ہیں پس بیشک اس نے کفر کیا۔

حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا فرماتے تھے کہ علیؑ خیر البشر ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

ابی حمراء نے روایت کیا ہے کہ نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ شب معراج جب میں آسمان کی طرف گیا اور بہشت میں داخل ہوا تو پایہ عرش کے داہنے طرف لکھا ہوا دیکھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور میں نے ان کی تائید و نصرت علیؑ کے ذریعہ کی ہے۔

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور ان کی تائید میں نے علیؑ سے کی ہے۔

معقل بن یسار مزنی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر کو کہتے سنا ہے کہ علی ابن ابیطالب رسولؐ خدا کی عترت میں داخل ہیں۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ام سلیم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بیشک علیؑ کا گوشت میرے گوشت سے ہے اور ان کا خون میرے خون سے ہے اور وہ مجھ سے ہے۔ اس کی منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔

سعد ابن وقاص کی روایت ہے کہ جب یہ آیت (مباہلہ) نازل ہوئی کہ اے رسولؐ کہہ دو کہ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنی عورتوں کو ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی جانوں کو ہم اپنی جانوں کو بلائیں پھر جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں تو رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر فرمایا کہ پروردگار! یہی میرے اہلبیت ہیں (اس کو احمد نے اور مسلم نے اور ترمذی نے اور نسائی نے روایت کیا ہے)

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ انفسنا سے رسولؐ خدا و علیؑ مرتضیٰ اور ابنائنا سے حسنؑ و حسینؑ اور نسائنا سے

حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور ان کی تائید میں نے علیؑ سے کی ہے۔

جناب فاطمہؑ مراد ہیں (اس کو حاکم نے روایت کیا ہے)

دار قطنیؒ روایت کرتے ہیں کہ شوریٰ کمیٹی کے دن جناب امیر علیہ السلام نے بغرض اتمام حجت اہل شوریٰ سے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میں کوئی شخص ایسا موجود ہے کہ جو رشتہ میں حضرت کا قریب ترین ہو اور کسی شخص کی جان کو اپنی جان (اس کے نفس کو اپنا نفس) قرار دیا ہو اور کسی کے بیٹوں کو اپنا بیٹا بنایا ہو سب نے کہا بجز آپ کے سوا کوئی نہیں۔

عمرو بن عاص ناقل ہیں کہ جب میں غزوہ ذات سلاسل کی فتح سے واپس آیا تو میرا گمان تھا کہ حضرتؐ کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہوگا اسی زعم سے حضرتؐ سے پوچھنے لگا کہ یا رسولؐ خدا سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا "عائشہؓ" میں نے عرض کیا میں عورتوں کی بابت نہیں پوچھتا ہوں حضرت نے فرمایا "ان کے باپ"۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر کے بعد حضور کو کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا حفصہؓ میں نے کہا عورتوں کی نسبت میں پوچھتا ہی نہیں ہوں حضرت نے فرمایا "اس کا باپ عمرؓ" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیؑ کہاں گئے؟ حضرت اپنے اصحاب کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے اس شخص کو دیکھو میری جان کی نسبت میرے نفس کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے۔

امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ جناب ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر اور امام حسن و حسین اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کی طرف نظر کر کے ارشاد فرمایا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور میں صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذیؒ زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں جنگ کرنے والا ہوں ان سے جو ان سے جنگ کرے اور میں صلح کرنے والا ہوں ان سے جو ان سے صلح کرے اور علامہ محب طبری نے ریاض النضرہ میں اس حدیث کو حضرت ابوبکر سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوذرؓ سے اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ جس نے تجھے چھوڑ دیا اے

علیؑ اس نے بیشک سب مجھے چھوڑ دیا اور جس نے مجھے چھوڑ دیا اُس نے خدا کو چھوڑ دیا۔

طبرانی نے اوسط میں ام المومنین حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ کہا انہوں نے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔

دیلمی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ علم والے علی ابن ابیطالبؑ ہیں۔

علامہ بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے اور طبرانی نے اور حاکم نے اور عقیلی نے ضعفار میں اور ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے اور ترمذی اور حاکم نے علیؑ مرتضیٰ سے روایت کیا ہے رسول خداصلعم فرماتے ہیں کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، جس کو علم چاہئے وہ دروازے سے آئے۔ (طب عن ابن عباس) اور خطیب نے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ فرمایا رسولؐ خدا نے میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

امام احمد نے نقل کیا ہے کہ سعید ابن مسیب نے کہا ہے کہ اصحاب رسولؐ خدا میں سے کسی نے نہیں کہا کہ جو جی چاہے پوچھ لو مجھ سے سوائے علیؑ کے۔

جناب ابو معتمر مسلم بن اوس و جاریۃ بن قدامۃ السعدی یہ دونوں بزرگوار حاضر خدمت امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ ہوئے۔ آپ خطبہ فرما رہے تھے اور ارشاد فرمایا کہ جو تمہارا جی چاہے پوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ تم مجھے گم کر دو مجھ سے جو بھی پوچھا جائے گا خواہ وہ ماورائے عرش ہو میں اس کے بارے میں تمہیں خبر دوں گا (اس کو ابن بخاری نے نقل کیا ہے)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ علیؑ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے جمع کیا قرآن کو اور رسولؐ خدا کی خدمت میں پیش کیا۔

تاریخ الخلفار میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب رسولؐ خدا انتقال فرما گئے اور علیؑ نے ابو بکرؓ کی بیعت سے تامل فرمایا تو ابو بکر جناب امیرؑ سے ملے اور کہا کہ آپ میری امارت سے کراہت کرتے ہیں، جناب امیرؑ نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی عبا کو سوائے نماز کے نہ اوڑھوں گا یہاں تک کہ قرآن شریف جمع کر لوں۔ بس لوگوں کا خیال ہے کہ جناب امیرؑ نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے موافق جمع کیا ہے۔ محمد ابن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن مل جاتا جو جناب امیرؑ نے جمع کیا تھا تو بہت سا علم حاصل ہو سکتا تھا۔

ابو عمر عثمان دانی ناقل ہیں کہ روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے قرآن میں سب سے پہلے سورۂ اقراء پھر سورہ مدثر پھر سورہ مزمل پھر سورۂ تبت پھر سورۂ تکویر اسی طرح سے تمام مکی سورتیں پہلے تھیں بعد میں مدنی سورتیں تھیں۔

امام احمد اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم قتال کرو گے تاویل قرآن پر اسی طرح جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر قتال کیا ہے۔

توضیح: تاویل قرآن پر جنگ کرنے سے مراد ہے اس کے معانی و مطالب کے بیان کرنے پر مجادلہ کرنا تاکہ لوگ من گھڑت معنی بیان کر کے لوگوں کو غلط راستہ سے نہ لگائیں اسی لئے حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جو شخص قرآن کی اپنی رائے سے تفسیر بیان کرے اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔

ابن سعد نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم کوئی آیت قرآن کی ایسی نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہاں نازل ہوئی ہے کب نازل ہوئی ہے خدا نے مجھے قلب عاقل اور زبان ناطق مرحمت فرمایا ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے ابو طفیل سے روایت کیا ہے کہ امیرالمومنین علیؑ فرماتے ہیں کہ پوچھ لو جو تمہارا جی چاہے کتاب خدا کے بارے میں اس لئے کہ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں پہچانتا ہوں کہ وہ رات میں نازل ہوئی ہے کہ دن میں، ہموار زمین پر نازل ہوئی ہے کہ پہاڑ پر نازل ہوئی ہے۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جتنی حضرت نوحؑ نے اپنی قوم میں قیام فرما کے کی ہے اور کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے پھر اس کی عمر اس قدر دراز ہو کہ پا پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر اے علیؑ تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہ سونگھ سکے گا اور نہ بہشت میں داخل ہوگا۔

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اے علی اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومن پہچانے نہ جاتے۔

حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسولؐ خدا ایک خیمہ میں قوس عربیہ پر تکیہ لگائے تشریف فرما ہیں اور خیمہ میں جناب علیؑ مرتضیٰ فاطمہ زہراؑ امام حسنؑ و امام حسینؑ بھی موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ اے جماعت مسلمین میں صلح کروں گا جو ان اہل خیمہ سے صلح کرے گا اور میں ان سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا اور میں ان کو دوست رکھتا ہوں جو ان کو دوست رکھتا ہے اور ان کو دوست نہیں رکھتا مگر خوش نصیب پاک نسل اور ان سے بغض نہیں رکھتا مگر بدنصیب اور بد نسل۔

ابوالشیخ نے اور علامہ دیلمی نے روایت کیا ہے کہ سرور کائناتؐ فرماتے ہیں کہ جو میری عترت کے حق کو نہ پہچانے اور انصار و عرب کے پس تین حالت سے خالی نہیں "یا تو منافق ہے یا پھر ولدالزنا ہے یا پھر نطفہ حیض ہے۔

کامل بن عدی اور بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص میری عترت کے حقوق کو اور انصار کے حقوق کو نہ پہچانے اور نہ حقوق ادا کرے تو اس میں ان تین باتوں میں سے کوئی ایک

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

اسلامی جمہوری نظام میں سینما اور اس کی افادیت

سینما ایک ایسا جلوۂ تمدن ہے جس کو عوام کی خدمت و تربیت کے لئے استعمال کیا جانا چاہیے

(امام خمینی رح)

گذشتہ سے پیوستہ

سینما سے متعلق گذشتہ شماروں میں ہم جو گفتگو کر چکے ہیں اسی کی روشنی میں یہاں یہ بتانا چاہیں گے کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی سے قبل ایران میں اس فن کی کیا کیفیت تھی۔

دیگر ان تمام فنوں کی طرح جو انسانی زندگی کو فلموں سے کہیں زیادہ متاثر کرتے ہیں، اسلامی انقلاب سے قبل سینما کو بھی انسان فریبی، ذہن شوئی (BRAIN WASHING) تفرقہ اندازی، جنسی تحریک اور جذباتی ہیجان بپا کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا جس کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ عوام ایک طرف فسق و فجور اور فحاشی کی جانب مائل ہونے لگے اور دوسری جانب وہ مرفہ حال انسان جن کے ذہنوں میں اوصاف حمیدہ کی نشو و نما ہو سکتی تھی ان کی راہ میں فحش فلمیں مانع و سد باب بن گئیں۔

انقلاب سے قبل جو لوگ اس صنعت کے کارپرداز تھے معلوم نہیں دیدہ و دانستہ یا کسی خام خیال کی بنا پر اس وقت کے مروجہ نظامِ فنونِ لطیفہ کے ہاتھوں میں محض آلۂ کار بنے ہوئے تھے چنانچہ اس زمانے میں غیر ملکی صنعت کاروں کا مقابلہ کرنے

ی غرض سے جو فلمیں ایران میں تیار کی جاتی تھیں ان کے ذریعے چونکہ فحاشی و اخلاقی پستی کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کی کوشش کی جاتی تھی اس لئے ان وگوں کو سخت مایوسی ہوتی تھی جو معاشرے کی فلاح

ی خاطر کسی عمدہ تحریک کے لئے جدوجہد کرنا چاہتے تھے۔ اس صنعت کے کارپردازوں میں سے یہ احساس لک محو و مفقود ہو چکا تھا کہ وہ اپنی ان فحش تخلیقات کے ذریعہ ان چند عیاروں کی مدد کر رہے ہیں جو تمام دنیا کو غصب کر لینا چاہتے ہیں۔ اور اپنے سیاسی و اقتصادی مفادات کے حصول کی خاطر نئی سے نئی سازشوں کا جال بنتے رہتے ہیں مگر بعض وجوہ و دلائل کی بنا پر یہ تخریب کار فلم ساز و کارپرداز اپنے قدام میں کامیاب نہ ہو سکے اور جلد ہی وہ شکست سے دوچار ہوئے۔ اس وقت ایران میں جو فلمیں بنائی جا رہی تھیں وہ چونکہ پستی کی جانب مائل تھیں، اس بنا پر اسلامی انقلاب سے قبل یہ فنی صنعت روز بروز زوال پذیر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور یہیں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے بعد اس صنعت کا کیا حشر ہوا؟

یہ نیم جان سینما ان منفی خصوصیات کی بنا پر جو اس میں اسلامی انقلاب کی کامیابی سے قبل تھیں اس دل آگاہ و بیدار قوم کی ضروریات فراہم کرنے کے لئے ناکافی تھا جو اب ملک میں انقلاب لانے کی غرض سے کمربستہ ہو چکی تھی اسی لئے اسلامی

انقلاب کے دوران نیز کامیابی کے بعد اس کے سامنے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنی قدیم راہ و روش کو ترک کر کے تجدید حیات کی خاطر نئی شکل و ہئیت اختیار کرے چنانچہ یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ اسلام کے اصلاحی پیغام کو عوام تک پہنچانے کے لئے اس مؤثر ذریعہ ابلاغ کو اگر بروئے کار لایا جائے تو معاشرے کی فلاح و بہبود میں اس کا کردار بہت ہی اہم اور سودمند ثابت ہو سکتا ہے بالخصوص اس وقت جب کہ اسلام اور اسلامی انقلاب کے دشمنوں نے سیاسی، فوجی اور اقتصادی سطح پر موانع پیدا کرنے کے لئے جس قدر سرمایہ فراہم کیا تھا اس سے کہیں زیادہ اس دین کی اصلاحی تعلیمات کا قلع قمع کرنے پر انہوں نے صرف کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ملک و قوم کے خیراندیش فنکاروں نے

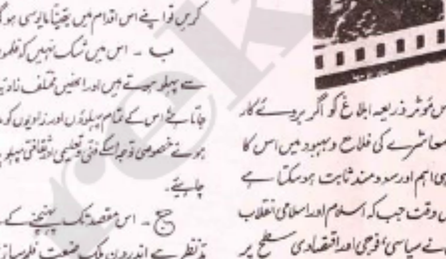

خداوند تعالیٰ کی مدد و حمایت پر تکیہ کر کے اسلامی تعلیمات کے اغراض و مقاصد کو عملی شکل دینے کی خاطر مندرجہ ذیل مؤثر و سودمند اقدامات پر عمل پیرا ہوئے۔

الف۔ **ایرانی فلمیں**: ان تمام خامیوں کے باوجود جو اس وقت ایرانی فلموں میں ملتے ہیں اندرونِ ملک تیار کردہ فلمیں ان سے جدا جدا بہتر ہیں جن کی نمائش دیگر ممالک سے لا کر یہاں کی جاتی ہے۔ کیونکہ اندرون ملک جو فلمیں تیار ہوں گی ان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر اس وقت نہیں تو آئندہ ایسی فلمیں منظر عام پر آ سکیں گی جو نہ صرف عوام کے ذوق کے مطابق ہوں گی بلکہ وہ اسلامی انقلاب کے اغراض و مقاصد کو بارآور کرانے میں بھی معاون و مددگار ثابت ہوں گی۔ درحالیکہ ہم غیر ملکوں میں تیار کی ہوئی فلموں سے اپنی اس توقع کو وابستہ کریں تو اپنے اس اقدام میں یقیناً مایوسی ہو گی۔

ب۔ اس میں شک نہیں کہ فلموں کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں اور انھیں مختلف زاویۂ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کے تمام پہلوؤں اور زاویوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی توجہ اسکے فنی، تعلیمی اور ثقافتی پہلو پر مرکوز کی جانی چاہیئے۔

ج۔ اس مقصد تک پہنچنے کے لئے جو ہمارے مدّنظر ہے اندرون ملک صنعت فلم سازی کو معطل نہ کر دینا چاہیئے بلکہ اس صنعت کے بارے میں جو جائزہ لیا گیا ہے اسے محفوظ رکھتے ہوئے انتہائی دانشمندانہ و منطقی اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ اندرون ملک یہ صنعت ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی اس اعلیٰ مقام تک پہنچ جائے جو ہمارے پیش نظر ہے۔ اس سلسلے میں اگر صحیح ہدایات پر عمل کیا جائے اور

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

پیاسا لہو

وہ لہو جو جذب ہے کربلا کی خاک میں
یہ نہ سمجھو دب گیا خاموش ہے

وہ لہو آزاد تھا مہمان تھا
سب سے اوّل جو بہا
حریت کی راہ میں
حق کی حفاظت کے لئے
پیش قدمی کر گیا
بنیاد بھی رکھ گیا

وہ لہو نوشاہ تھا
منچلا، نوخیز تھا
جو کہ رگ رگ سے بہا
مثلِ حنا ہاتھوں پہ تھا
گلشن صفت رخسار پر
جس کی مہک سے عطر بیز
آدمیت کا چمن
اس کو پی کر ہو گئی
ارضِ بلا
رشکِ جناں

وہ لہو کڑیل جواں تھا
جو کلیجے سے بہا
کس قدر خوددار تھا
جس کی ہر اک بوند میں
نوح کا طوفان تھا
راہِ خدا میں بہہ گیا اپنی نشانی دے گیا
خشک صحرا کے لئے ابرِ بہار بن گیا۔

وہ لہو معصوم تھا
کمسن و بے شیر تھا
نازک گلے سے جو بہا
جس کی سرخی دیکھ کر
تھرتھرائی کربلا
حیران و ششدر تھے لعیں
تیر کھا کے ہنس دیا۔
ظالم کو رسوا کر دیا

وہ لہو جو بہا عصر کے ہنگام میں
قتل گاہ میں جا بجا
عاشق و دمساز تھا
صابر و غم خوار تھا
ساقی بھی تھا رفیق بھی جاں نثار بھی تھا۔
شاکر بھی تھا، غیور بھی، باوقار بھی
بے کس تھا بے دیار تھا
کمسن لہو، بوڑھا لہو، نوجواں لہو
دریا کنارے تھا مگر!
تین دن کا پیاسا تھا
مڑ کے دیکھا بھی نہیں بہتی موجوں کی طرف
کس قدر خوددار تھا
جس نے مٹا کے رکھ دیا
ایوانِ ظلم و جور کو

وہ لہو جو بہا
ران میں بریدہ شانوں سے
غازی، غضنفر، سورما
حق آشنا و باوفا
جس کی ہیبت آج بھی
باطل پرستوں کے لئے
اعلانِ شکستِ فاش ہے
جس کی گرم دھاروں نے
بیعتِ فاسق کے ہاتھ
کاٹ کر ہی رکھ دئے

وہ لہو سردار تھا
سب سے آخر جو بہا
سجدۂ معبود میں
جس میں رنگ مصطفیٰؐ و مرتضیٰؑ تھا
ہاں اسی نے بخش دی
دینِ خدا کو زندگی
سیراب ذرہ ذرہ تھا
پی کے پیاسوں کا لہو
جو کہ نقشِ زندگی میں
اپنی سرخی بھر گیا
دیکھتے ہی دیکھتے دونوں جہاں پر چھا گیا
اس کی صدائے حق نواز
گونجتی ہے بار بار
اور یونہی حشر تک
گونجا کرے گی اے وفاؔ
وہ لہو جو جذب ہے کربلا کی خاک میں
یہ نہ سمجھو دب گیا خاموش ہے۔

از: فیاض حسین وفاؔ اودے پور

قیام

لرزاں ہے زمیں اور فلک کانپ رہا ہے
اک حق کے پرستار کا خنجر پہ گلا ہے
اک ننھی سی جاں پیاسی ہے لب سوکھ رہے ہیں
حلقوم پہ دشمن کا مگر تیر لگا ہے
جو مالکِ کوثر ہیں میسر نہ ہو پانی
لب پر میرے آقا کے مگر شکرِ خدا ہے
جینے کی تمنا ہے زمانے کو یہاں پر
مرنے کا سبق اس نے مگر ہم کو دیا ہے
اسلام کی قائم رہے ہر دور میں عظمت
سر تیروں کی بارش میں بھی سجدہ میں جھکا ہے

علم عباس کا

نعرۂ اللہ اکبر ہے۔ علم عباسؑ کا
دینِ احمدؐ کا مقدر ہے۔ علم عباسؑ کا
آرزوئے قلبِ حیدرؑ ہے۔ علم عباسؑ کا
مرضیِ محبوبِ داور ہے۔ علم عباسؑ کا
ترجمانِ روحِ ایماں ہے۔ وفا عباسؑ کی
ناصرِ دینِ پیمبرؐ ہے۔ علم عباسؑ کا
یہ کسی طاقت کے آگے جھک نہیں سکتا کبھی
عظمتِ خالق کا مظہر ہے۔ علم عباسؑ کا
اپنے ہاتھوں سے سجایا ہے۔ شہِ مظلوم نے
عزمِ شبیری کا پیکر ہے۔ علم عباسؑ کا
وقت کے طوفان واصفؔ سر اٹھا سکتے نہیں
قوم کی کشتی کا لنگر ہے۔ علم عباسؑ کا

از: واصف عابدی

...پا ہے
...لم ہوا ہے
...سار ہے ہیں
...کیا ہے
...نے بے ٹھانی
...ر و رضا ہے
...ے سہم کر
...پہ چلا ہے
...سی قیادت
...ش وفا ہے

...ں لکھیم پوری

...عات

...یلا ہے حسینؑ سے باقی
...ر وفا ہے حسینؑ سے باقی
...تے مشتاق یہ بتادو انہیں
...ن کی بقا ہے حسینؑ سے باقی

...تو داستانِ غم قلم کو روک دے
...نکل حجرے سے باہر خانقاہ کو چھوڑ دے
...ب تنظیم کی تو باگ اپنے موڑ دے
...م استبداد و باطل کے قلم کو توڑ دے

از۔ ڈاکٹر حافظ مشتاق علوی

گلشنِ ایماں کی بہار

بنائے کلمۂ حق دیں کے تاجدار حسینؑ
تمہیں ہے گلشنِ ایماں کی ہے بہار حسینؑ

نہ ایسی شوکت و رفعت کسی کو مل پائی
خلیل حق کا ہے یوں تو بڑا وقار حسینؑ

فلک پہ چاند ستارے زمیں پہ جن و ملک
ہر ایک ہے تیرے ماتم میں اشکبار حسینؑ

حسنؑ کا لال بھی اذنِ جہاد لے کے رہا
اگرچہ روک رہے تھے اسے ہزار حسینؑ

یزیدِ نحس نے کیسے شہید کروا دیا
زمانہ اب ہے بہت تم سے شرمسار حسینؑ

حصول اب تو شرف ہوا ہے زیارت کا
تمہاری یاد میں زیدی کی ہے بیقرار حسینؑ

از۔ ڈاکٹر زیدی جونپوری

سلام

معراجِ عبدیت ہے سراسر نماز ہے
ہوتا ہے قرب داورِ محشر نماز ہے

تیری بقا کے واسطے سب کچھ لٹا دیا
سجدے میں کہہ رہے ہیں یہ سرورؑ نماز ہے

حق کس طرف ہے اپنے عمل سے بتا گئے
میدان کربلا میں سبب عشقِ نماز ہے

ہوتے ہیں خوش رسولؐ بھی آلِ رسولؐ بھی
ہوتا ہے خوش خالقِ اکبر نماز ہے

گھیرے ہوئے تھے چاروں طرف سے عدو مگر
غافل ہوئے نہ شاہ کے یاورؑ نماز ہے

فکرِ نماز بھی رہے ذکرِ عزا کے ساتھ
مسرور ہوتا ہے دل مسرور نماز ہے

مداحِ آلِ پاکِ پیمبرؐ نہیں ہیں وہ
منھ موڑتے ہیں جو بھی تخنور نماز ہے

دل میں غمِ حسینؑ ہے رخ پہ نورِ حق
نواب ہوگا قلب منور نماز ہے

از۔ ڈاکٹر حضور نواب

فتحِ ایران

مطمئن ہو کے جو رزمگاہ میں پڑھتے ہیں نماز
صدقۂ عزمِ شہؑ کرب و بلا مانگتے ہیں

کر کے قربان جواں بیٹے کو راہِ حق میں
حوصلے ماؤں کے کچھ اور سوا مانگتے ہیں

یاد آتی ہے ہمیں آکے ہمیں کرب و بلا
خادمِ دیں کے بھی دنیا ہی سوا مانگتے ہیں

حق نوائی تو سرداری ہوتی ہے قسیم
آیت اللہ خمینی کی صدا مانگتے ہیں

از۔ قسیم الرضوی

بقیہ : سینما اور اس کی افادیت

حکومت کی بھی حمایت و سرپرستی حاصل ہو تو پورے یقین و اعتماد کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے مثبت مقاصد و نتائج جلد ہی برآمد ہونے لگیں گے. چنانچہ اس صنعت کو حالتِ نیم جانی سے نکالنے کیلئے گزشتہ چند سال کے دوران جو طریق کار اختیار کیا گیا اس کی فہرست ذیل میں درج ہے

۱۔ اندرون ملک کثرت سے فلموں کی فراہمی (تاکہ تجارتی اور تعلیمی و ثقافتی فلموں کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھا جا سکے)

۲۔ اندرون ملک فلموں کے معیار کو اس حد تک بلند کرنا کہ وہ بین الاقوامی سطح تک آسکیں۔

۳۔ جن فرزندان قوم نے اسلامی انقلاب کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے ان کے لئے ایسے مواقع فراہم کرنا کہ وہ اپنی استعداد کو فروغ دے سکیں۔

۴۔ فنی اعتبار سے فلموں میں جو کوتاہیاں ہیں انہیں اس حد تک دور کیا جائے کہ اس صنعت کے مختلف شعبوں میں فنکار خود کفیل ہو جائیں۔ اور صنعت کی ہر پیچیدگی نیز فنی خصوصیت سے بخوبی واقف ہو جائیں۔

۵۔ تعلیمی و ثقافتی سطح پر غیر ملکی فلم سازی کی صنعت سے ہمارے فنکار قطعی آزاد و بے نیاز ہو جائیں۔

۶۔ ایسے پُر اثر اور صحت مندانہ ذرائع کی توسیع کی جائے جس کے ذریعے بین الاقوامی سطح پر اسلامی انقلاب کے اغراض و مقاصد کو نشر کیا جا سکے۔

۷۔ ایسے منصوبوں پر عمل درآمد ہو جن کے ذریعے فلمی صنعت کی مجموعی طور پر وضع و کیفیت بہتر ہو سکے۔

فلمی صنعت کی فلاح و بہبود کے لئے جو مقاصد پیش نظر رکھے گئے تھے ان میں صرف اس بات کی ہی ضرورت نہ تھی کہ اس کی کمیت کو مدنظر رکھا جائے بلکہ اس کی کیفیت کی جانب بھی توجہ دینا اشد ضروری ہے۔ چنانچہ فلموں کے معیار کو بلند کرنے کی خاطر اس کی سرپرستی، ہدایت کاری اور نگرانی کی جانب بھی توجہ دی گئی۔ اور سب سے پہلے یہ اقدام کیا گیا کہ فلم سازوں کے درمیان جو اختلاف نظر اور بُعد تھا اسے دور کر کے ان میں یک جہتی پیدا کی گئی۔ نگرانی کی جانب بیشتر زور دیا گیا اور ان مسائل کو حل کرنے کے لئے سب سے پہلے ایسی انجمنوں کی تشکیل عمل میں آئی جو فلم ناموں (FILM SCRIPTS) کا جائزہ لے کر ان کی صحیح نظارت کر سکے نیز ان کے اجراء کے لئے اجازت نامہ صادر کرانے میں معاون و مددگار ہو۔ اسی بنا پر اس صنعت کو جب حکومت کی حمایت و سرپرستی حاصل ہو گئی اور فلموں کی سطح بلند کرنے کے لئے مواقع فراہم ہو گئے اور اس کی ترقی کے لئے

اصول و ضوابط مرتب کر لئے گئے اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے صحیح راہ و روش اختیار کر لی گئی تو اب یہ امکانات بھی روشن ہو گئے کہ اس صنعت کے ماہرین و متخصصین کے باہمی تعاون کے ذریعے نیز ان کے مشاہدات و تجربات کو بروئے کار لا کر کمیت و کیفیت کے اعتبار سے فلمیں اعلیٰ معیار اور عمدہ ذوق کے مطابق تیار ہو سکیں۔

آئندہ کیلئے ہمارا نصب العین

الف ۔ کم از کم ہر سال ۵۰ فی صد فلمیں ایسی تیار کی جائیں جن کی ملک میں نمائش کی جا سکے۔

ب ۔ ایسا صحت مندانہ ماحول پیدا کیا جائے جو ہر کثافت و آلودگی سے پاک ہو تاکہ سابقہ فلموں کے بارے میں جو تاثرات ذہن نشین ہو گئے ہیں انکا ازالہ ہو سکے۔

ج ۔ ایسی فلمیں تیار کی جائیں جو اسلامی انقلاب کی صدا اور اس کی حق پسندانہ آواز کو تمام دنیا کے لوگوں تک پہنچا سکیں۔

د ۔ ایسا صحت مندانہ اور دلچسپ ماحول پیدا کرنا کہ لوگ فرصت کے اوقات میں پورے انہماک کے ساتھ صحت مندانہ ماحول میں ایسی فلمیں دیکھ سکیں جن کے ذریعے ان کے ذہن کی پرورش ہو اور ان میں اعلیٰ سطح پر سوچنے کی صلاحیت بھی پیدا ہو۔ مختلف شہروں اور صوبوں کے مراکز میں ایسی تعاونی شراکتیں (COOPERATIVE COMPANIES) قائم کی جائیں جو اس صنعت کی توسیع و ترقی کے لئے مفید خدمات انجام دے سکیں۔

اگر ہم ایسی فلمیں فراہم کرنا چاہتے ہیں جو اسلامی جمہوریہ کے مقاصد کو پورا کرنے کے ساتھ ہی قومی نیز روایتی خصوصیات کی حامل ہوں تو ضروری ہے کہ ان فلم سازوں کا تعاون بھی حاصل کیا جائے جو مقامی سطح پر اس فن سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ بعض وجوہ کی بنا پر جن میں فلم بنانے کے لئے سرمایہ گذاری (CAPITAL INVESTMENTS) اور ضروری ساز و سامان نیز دیگر ذرائع و وسائل کا فقدان ایسے

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

ہنر

ہنر

از سید حسین زرکو

ایران کا روایتی لباس

قاجاری عہد میں ایرانی خواتین کا لباس گذشتہ سے پیوستہ

گذشتہ صفحات میں اس امر کی جانب اشارہ کیا جا
...تا ہے کہ قاجاری عہد کے دوران خواتین کے لباس
...ادہ دراز نہیں ہوتے تھے۔ گھروں میں جو صدریاں
...ی جاتی تھیں وہ ململ کی قسم کے کسی باریک کپڑے سے
...ار کی جاتی تھیں۔ جو نہ صرف سینے اور کمر پر چست
...تی تھیں بلکہ ان کی آستین بھی تنگ مگر دراز رکھی
...تی تھیں۔ چست و دراز آستین صدریاں، اکہرے
...ر تہ بتہ اونچے غرارے، چوڑے پائنچے کے پاجامے
...یردار شلواریں، سروں کے کساوے، نقابیں اور چادریں
...جو برقعے کی جگہ استعمال کی جاتی تھیں) اس عہد کے ایسے

لباس تھے جو خواتین کے لئے مخصوص تھے۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک کی کیفیت ہم یہاں بیان کریں گے۔

پایجامہ: کرنل دوروپل پاجاموں اور شلواروں کے بارے میں لکھتا ہے کہ: خواتین جس کپڑے کی شلواریں پہنتی ہیں وہ مردوں کے پاجاموں کی طرز سے مختلف اور انواع و اقسام کی ہوتی ہیں۔ معمولاً

شلواریں زری یا ریشمی کپڑے سے بنائی جاتی ہیں اور پائچوں کے کناروں پر موتیوں کی کڑیاں ٹانک دی جاتی ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ چوں کہ ان شلواروں اور پائجاموں میں استر لگایا جاتا ہے اسی وجہ سے ان کے پائچے بدنما اور بدڈول ستونوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ اور اس وضع کو بدلا بھی نہیں جا سکتا کیوں کہ یہاں آج کل چلن اسی طرز کے لباس کا ہے۔ چنانچہ جس شخص کا پائچہ جتنا چوڑا ہوگا اور اس میں جتنی زیادہ ہوا بھرے گی وہ آدمی اتنا ہی ذی حیثیت سمجھا جائے گا۔ چوڑے پائچے کے پائجاموں کا رواج عہد قاجار کے اوائل میں چوں کہ زیادہ تھا اسی لئے اس کی تفصیل اس رسالے کے شمارۂ گذشتہ کی شکل ۳ میں دیکھی جا سکتی ہے)۔

قمیص، صدریاں اور غرارے

خواتین کے خانگی لباس کی طرز کے بارے میں

شکل ۴

میڈم ڈیولافوا اپنے سفرنامے میں لکھتی ہیں کہ:

صاحبخانہ کی بیگم عمر میں پچیس سال کی نظر آتی تھیں۔۔ ...... انھوں نے باریک کپڑے کی ایسی قمیص پہن رکھی تھی جس کا گریبان دامن تک چاک تھا اور اس میں سے موصوفہ کا سینہ نمایاں (چنانچہ شکل ۱ سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں گریبانوں کے چاک اس قدر دراز رکھے جاتے تھے کہ ناف تک پہنچتے تھے) قمیص کے نیچے گھیردار سایہ پہنا جاتا ہے جو عام طور پر بنارسی یا ریشمی کپڑے سے بنایا جاتا ہے اور لمبان میں گھٹنوں تک آتا ہے۔

اندرون خانہ جس طرز و ساخت کے لباس استعمال کئے جاتے تھے اس کی تفصیل شکل ۲ سے ظاہر ہے۔ اس تصویر میں اس عورت کے لباس سے جو بچے کو گود میں لئے ہوئے ہے یہ واضح ہے کہ اس نے گھیردار قمیص پر باریک کپڑے کی ایسی صدری پہن رکھی ہے جس کا دامن قمیص کے دامن سے نسبتاً کم ہے۔ اسی تصویر میں خواتین کے لباس کی دوسری ساخت و طرز بھی موجود ہے۔ چنانچہ اس عورت نے جو ہاتھ میں حقہ لئے کھڑی ہے ایسا سایہ پہن رکھا ہے جو گھٹنوں سے نیچے تک آتا ہے اس کے جسم پر جو صدری ہے وہ بھی چست و چسپاں ہے۔ اس عورت کے جسم پر شلوار یا پائجامہ بھی نہیں البتہ وہ ایسی جرابیں پہنے ہوئے ہے جو اس کی پنڈلیوں تک آتی ہیں۔

میڈم ڈیولافوا نے ایرانی عوام کی معاشرتی وضع

شکل ۳ قاجاری عہد کی شاہزادی "چارقد سرپوش" میں ملبوس اور مرصع کلغی سے آراستہ۔

شکل ۲ قاجاری عہد کی خواتین

(باقی ص۹ پر)

کیفیت بیان کرتے ہوئے ان لباسوں کا بھی ذکر لیا ہے جو مختلف مقامات پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ س ضمن میں موصوفہ لکھتی ہیں :

ہم جیسے جیسے شمال سے جنوب کی جانب بڑھتے یں عورتوں کے لباس دراز ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ران میں جو سایہ پہنا جاتا ہے وہ اتنا ہی دراز ہوتا ے جتنا کرتے کا دامن۔ مگر اصفہان میں یہی دامن گھٹنوں ک پہنچتے ہیں اور شیراز میں تو اتنے لمبے ہو جاتے ہیں پنڈلیوں تک آتے ہیں۔

میڈم ڈیولافو کے مشاہدے اور قطعیت واقعات ے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اسی زمانے میں تین قسم کے یے (کوتاہ، متوسط اور دراز دامن) استعمال کئے تے تھے۔ اور ان کے نمونے شکل ۱ اور ۲ میں ی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایران سے میڈم ڈیولافو کے چلے جانے کے تیس سال سد جرمنی کی مسز رنہ دالمانی نامی خاتون نے ایران کا ر کیا۔ موصوفہ نے اپنے سفر کی یادداشتوں میں جس عنوان "خراسان سے بختیار تک کا سفرنامہ ہے ں ایران کے لباس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

"ایران میں عورتوں اور مردوں کے لباس عام ر پر سوتی کپڑے کے ہوتے ہیں۔ کرتوں اور قمیصوں ، دامن صرف اتنے ہی رکھے جاتے ہیں کہ گھٹنوں ک آئیں۔ مگر ان سے پنڈلیوں کو نہیں ڈھکا جا سکتا ... خواتین گھر میں دو یا تین کپڑے قمیص اور کرتے پر تی ہیں جنھیں مقامی زبان میں "یل" کہا جاتا ہے۔ کل میں صدری جیسے ہوتے ہیں ان میں آستینیں بھی ں جاتی ہیں جن پر زردوزی اس طرح کی جاتی ہے کہ وم ہوتا ہے کہ سہ گوشہ شکل بنا دی گئی ہو۔ آرائش و ائش کے لئے اس کے سروں پر زری کے کام کی بیل موتیوں کی لڑیاں بھی ٹانکی جاتی ہیں۔ جاڑے کے م میں عورتیں سفید رنگ کی جرابیں پہنتی ہیں۔ مگر گرمی کے دنوں میں گھر کے اندر نہیں پہنتیں بلکہ ننگے پیر رہتی ہیں...... عورتوں کے لباس پر چوں کہ قیمتی بیل بوٹے، زنجیرے ہوتے ہیں اور انھیں خوبصورت زری و مخمل سے بنایا جاتا ہے۔ اسی لئے مردوں کے لباس کی نسبت زیادہ نمایاں اور دلکش نظر آتے ہیں۔

یہاں بطور تمہید یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ سر کے بالوں کو ڈھکنے اور بدن پر پہننے کے لئے عہد صفوی میں جن اوڑھنیوں اور دیگر لباسوں کا رواج تھا انھوں نے خاص طور پر اس عہد میں مختلف شکل اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ اندرون خانہ و بیرون خانہ خواتین جس قسم کے لباس استعمال کرتی تھیں وہ نوع و طرز کے اعتبار سے قطعی بدل چکے تھے۔ اور ان میں اس قدر تبدیلی واقع ہو گئی تھی کہ کوئی چیز بھی مشترک نظر نہیں آتی تھی اور اگر تھی بھی تو وہ اتنی کم کہ اسے نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔

چارقد (سربند) نامی سرپوش عام طور پر کسی باریک و نفیس شوخ رنگ کے کپڑے کا ہوتا تھا۔ اس کا استعمال گھروں میں ان لباسوں تک کے ساتھ کیا جاتا تھا جن میں سے جسم جھلکتا تھا۔ اس کا رواج ایران کے کسی خاص طبقے تک محدود نہ تھا بلکہ عام عورتوں سے لے کر امرائے دربار کی خواتین حتیٰ بیگمات شاہ تک اسے استعمال کرتی تھیں۔ اگرچہ چارقد کے ذریعے سر کے بالوں کو ڈھکنا مقصود تھا مگر بعض ان تصاویر کو دیکھ کر جو بطور دستاویز ہم تک پہنچی ہیں اندازہ ہوتا ہے کہ اکثر خواتین چارقد اس طرح اوڑھتی تھیں کہ پیشانی سے اوپر کے بال بھی نظر آتے تھے اور بعض عورتیں تو اپنی زلفوں کو گوندھ کر چہرے کی زیبائش کے لئے اپنے گالوں پر لٹکا لیتی تھیں (ملاحظہ ہو شکل ۱ و ۲) درباری خواتین تو چارقد کے اوپر سونے کے مرصع و منقش مانگ پٹی پر ایسی کلغی یا سرسری بھی زیبائش کی خاطر لگا لیا کرتی تھیں جس میں موتی اور دیگر جواہرات جڑے ہوئے ہوتے تھے۔ اور اس کے دونوں آنچلوں کو ٹھوڑی کے نیچے ایسے سنجاق (کانٹے) سے باندھ لیتی تھیں جس پر موتیوں اور دیگر جواہرات سے نقش و نگار بنے ہوئے ہوتے تھے (ملاحظہ ہو شکل ۳)

میڈم ڈیولافو، صاحب خانہ کی بیگم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے مزید لکھتی ہیں کہ ان کے سر پر سفید ریشمی کپڑے کی چارقد تھی جسے انھوں نے اس کانٹے سے جس پر فیروزے جڑے ہوئے تھے گردن کے نیچے گلے پر کس رکھا تھا۔ ان کی زلفیں ریشمی لڑ کے کی مانند ان کی پیشانی پر آویزاں تھیں۔ اور باقی بال پیٹھ پر تھے۔ اسی ضمن میں آرائش سر سے متعلق بیان کرتے ہوئے میڈم رنہ دالمانی لکھتی ہیں کہ خواتین اپنے سروں کو ہمیشہ چارقد یا کسی دوسرے کپڑے سے ڈھکے رہتی ہیں۔ ستر پوشی کے لئے جو چادریں (برقعے) استعمال کرتی ہیں وہ عام طور پر سفید اور نیلے چارخانہ کی ہوتی ہیں۔ خواتین اپنے سروں پر کلف دار کپڑے کا سربند اوڑھتی ہیں جسے چارقد کہتے ہیں اس سے نہ صرف سر بلکہ دونوں کان اور رخسار بھی ڈھک جاتے ہیں۔ چارقد کے دونوں سروں کو وہ ٹھوڑی کے نیچے ملا کر اس پر سنجاق (کانٹا) لگا لیتی ہیں۔

دولتمند خواتین کی پوشاکوں کا ذکر کرتے ہوئے موصوفہ دوسری جگہ کہتی ہیں : مالدار خواتین گھروں میں ایسی مخمل کی ٹوپیاں اوڑھتی ہیں جن پر گلکاری کی جاتی ہے۔ اس پر سونے کی وہ منقش مانگ پٹی لگاتی ہیں جس پر موتی اور دیگر جواہرات جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ سرسری یا کلغی کی جگہ مور، سرخاب یا کسی دوسرے حسین و دلکش پرندے کا پر بھی لگا لیتی ہیں۔ بعض عورتیں ایسی جھالر بھی اپنی پیشانی پر باندھ لیتی ہیں جو کسی چوڑی پٹی کی ہوتی ہے اور اس پر موتیوں کے علاوہ سونے کے سکے بھی ٹانک لئے جاتے ہیں۔

بیرون خانہ استعمال کئے جانے والے لباسوں میں جس پوشش کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا وہ سر تا پا جسے عرف عام میں چادر کہا جاتا ہے۔ یہ ایسا لباس ہے

جس سے سرتاپا تمام جسم ڈھک جاتا ہے۔ چادر کے علاوہ دوسری جس چیز سے جسم ڈھکا جاسکتا تھا "روبند" کہلاتی تھی۔ اس سے چہرے کے آگے نقاب ہوتی تھی اور کبھی کبھی تو یہ اتنے لمبے ہوتے تھے کہ گھٹنوں تک پہنچتے تھے۔ اس زمانے کی تصاویر جو ہم تک لیطور سند پہنچی ہیں ان کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ برقعے یا (چادریں) عام طور پر سفید، سیاہ اور دھاری دار کپڑے کے ہوتے تھے۔ روبند بھی اکثر و بیشتر سفید کپڑے کے ہی ہوتے تھے۔ مگر بعض اوقات سر بند و روبند (مقنعہ) دونوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے سے تیار کئے جاتے تھے۔

اس کے علاوہ خواتین ایسا سیاہ برقعہ (چادر) بھی اوڑھتی ہیں جس سے ان کا تمام جسم چھپ جاتا ہے۔ اس برقعہ پر نقاب (روبند) بھی ہوتی ہے جسے وہ اپنے چہرے پر ڈالے رکھتی ہیں۔ نقاب عام طور پر سفید کپڑے کی ہوتی ہے۔ جو ان دو قلابوں سے اٹکی رہتی ہے جو سر کے پیچھے برقعے پر لگے ہوئے ہوتے ہیں، قلابے زیادہ تر سونے یا چاندی کے ہوتے ہیں اور زیبائش کے لئے ان میں جواہرات بھی نقش کئے جاتے ہیں۔ نقاب پر آنکھوں کے سامنے ١٠ سینٹی میٹر لمبی اور ۹ سینٹی میٹر چوڑی سیاہ جالی بھی لگائی جاتی ہے۔

انسانی زندگی سے متعلق نوادر خانوں میں جو لباس محفوظ ہیں انھیں دیکھ کر بخوبی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانے میں یہ عام رواج تھا کہ کپڑے کے دو ایسے پارچوں کو جن میں سے ہر ایک طول میں دو آدمیوں کے قد کے برابر ہوتا تھا ملبان میں اسی طرح سی لیا جاتا تھا کہ جب انھیں سر پر ڈالا جاتا تو جسم کے دونوں طرف یہ برابر لٹک جاتا تھا اس سلسلے ہوئے کپڑے کے دونوں سروں پر ریشم کی ڈوریوں سے دو حلقے بنالئے جاتے تھے جنھیں گردن پر باندھ لیا جاتا تھا

اب یہ کپڑا اوپر کر دونوں طرف سے دوہرا ہو جاتا تھا۔ پشت پر اور سامنے کے جانب اس دوہرے کپڑے کے جو حصے نظر آتے تھے ان پر زیبائش کے لئے بیلوں اور باریک ڈوریوں سے حاشیے بنالئے جاتے تھے۔[1]

قاجاری عہد میں بیرون خانہ خواتین جو لباس استعمال کرتی تھیں انھیں میں چاقچور نامی لباس بھی شامل تھا۔ بالفاظ دیگر یہ چوڑے گھیر کی شلوار ہوتی تھی جس کے دونوں پائینچوں کو میانی سے تیلے تک سی لیا جاتا تھا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ کمر سے پیر کی انگلیوں تک پورا جسم اس میں چھپ جاتا تھا پورے لباس میں کمر سے پائینچوں تک چنٹیں ہوتی تھیں۔ چاقچور کے بارے میں کرنل ڈرو ویل لکھتا ہے کہ:

خواتین جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو وہ کپڑے کے پاجامے اس طرح پہن لیتی ہیں کہ شلوار کا پلہ پنجہ پا میں آجاتا ہے۔ امر واقعی یہ ہے کہ چاقچور نامی لباس ایک قسم کی شلوار ہی ہے۔ جو مختلف رنگوں کی ہوتی ہے اور اس کے اندر استر لگا ہوا ہوتا ہے۔ مگر عام شلواروں اور اس لباس میں فرق یہی ہے کہ چاقچور کے پائینچے چنٹ دار ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ جراب بھی سلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ چاقچور کے ہر پائینچے میں پنڈلیوں کی جگہ چاک بھی رکھا جاتا ہے تاکہ پہن لینے کے بعد تسموں اور تکموں سے انھیں بند کیا جاسکے۔

اس ضمن میں دنہ والانی لکھتی ہیں کہ خواتین گھروں سے باہر جس طرز کا لباس پہن کر نکلتی ہیں وہ دیکھنے میں بہت ہی بدزیب ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ جب اپنے گھروں سے کہیں باہر جاتی ہیں تو مجبوراً چاقچور پہن کر گھر سے نکلتی ہیں۔ یہ لباس درحقیقت ایک قسم کی شلوار ہی ہے مگر اس میں ٹخنوں کے پاس آکر موری بہت زیادہ تنگ ہو جاتی ہے۔ اور جس کپڑے کی چاقچور ہوتی ہے اسی کپڑے کی اس میں جرابیں بھی سی جاتی ہیں۔

کرنل ڈرو ویل اس بارے میں لکھتا ہے کہ:

خواتین جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو وہ اپنے جسم کو چادر (برقعہ) سے ڈھانک لیتی ہیں۔ یہ عام طور پر سفید سوتی کپڑے سے تیار کی جاتی ہیں۔ اور ان کا گھیر نیم دائرے کی طرح ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو شکل ۲)۔ چادر یا برقعہ کو ریشم کی ڈوری سے سر پر باندھ لیا جاتا ہے اور چہرے کو بھی نقاب (روبند) سے ڈھک لیا جاتا ہے۔ نقاب بیشتر چوکور سوتی کپڑے کی ہوتی ہے۔ جس کے بالائی دو کونوں پر چھوٹے چھوٹے قلابے سے ہوتے ہیں جنھیں پیشانی کے اوپر دستار میں اٹکا لیا جاتا ہے۔ روبند میں آنکھوں کے آگے افقی شگاف چھوڑ دیا جاتا ہے جس کے اوپر جالی لگی ہوتی ہے تاکہ خواتین اس میں سے باہر کی چیزیں دیکھ سکیں۔

کرنل ڈرو ویل اسی ضمن میں مزید لکھتا ہے کہ:

"ایران کی وہ عورتیں جو زندگی کی ان آسائشوں سے محروم ہیں دھاری دار سفید اور نیلے رنگ کے دھاری دار کپڑے کے ایسے چست پیشقبض اوڑھتی ہیں جو موٹے کپڑے (کرباس) کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک ہاتھ سے وہ اس کے گھیر کو سنبھالے رکھتی ہیں اور دوسرے ہاتھ سے نقاب کے کونوں کو پکڑے رکھتی ہیں۔

آخر میں یہ نکتہ بھی یہاں قابل ذکر ہے کہ ایران میں لباس جن تاریخی مراحل سے گزرے ہیں اور ان میں جو ارتقائی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں انھیں مدنظر رکھتے ہوئے قاجاری عہد کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ملبوسات کے تاریخی سفر میں اس عہد کو خاص اہمیت حاصل ہے اور پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ وہ عہد ہے جس میں قدیم و جدید ادوار کا باہمی اتصال ہو رہا تھا (عہد قدیم سے یہاں مراد وہ زمانہ

(باقی صفحہ ۹ پر)

از: جعفر سبحانی (حوزہ علمیہ قم)

زندگانی پیغمبر اسلام (ص)

قرآن کے بارے میں قریش کا فیصلہ

قریش کی حیرت انگیز بہانہ گیریاں

ایک دن غروب آفتاب کے بعد عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، نضر بن حرث، ابوالبختری، ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل..... جیسے سرداران قریش نے خانہ کعبہ کی پشت پر ایک اجتماع منعقد کیا۔ باہمی مشورہ و گفتگو کے بعد ان لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ پیغمبرؐ کو بلائیں اور ان سے ذاتی طور پر براہ راست گفتگو کریں۔ ان لوگوں نے فوراً ہی اپنا ایک آدمی پیغمبرؐ کی خدمت میں بھیجا کہ انھیں اس اجتماع میں شرکت کی دعوت دے۔ پیغمبرؐ کو جیسے ہی اس اجتماع کی اطلاع ملی وہ ان لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کی امید کے ساتھ فوراً ہی اس اجتماع میں داخل ہو گئے۔ ان کو اپنے درمیان دیکھ کر لوگوں نے سوالات اور شکوہ و شکایات کی بھرمار کردی۔ کچھ لوگوں نے قریش کے درمیان موجود تفرقہ و اختلاف پر نالہ و فریاد کی آواز بلند کرتے ہوئے ہر قسم کی قربانی و فداکاری کے لئے اپنی آمادگی بھی ظاہر کی۔ آخر کلام میں ان لوگوں نے پیغمبرؐ کے سامنے کچھ مطالبات پیش کئے جن کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ اسراء کی ۹۰ تا ۹۳ آیات میں موجود ہے۔ ذیل میں ان آیات کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے

"اے محمدؐ جب تک تم ہمارے واسطے مندرجہ ذیل کام انجام نہ دو گے ہم لوگ تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔

۱۔ ہماری یہ سرزمین خشک اور بے آب ہے۔ خداوند عالم سے کہو کہ وہ اس ریگستان میں چشمۂ آب جاری کردے۔

۲۔ ہمارے پاس ایک بڑا باغ ہونا چاہیئے تاکہ ہم لوگ اس باغ کے پھل کھائیں اور اس باغ میں چشمۂ آب بھی جاری ہونا چاہیئے۔

۳۔ آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دو۔

۴۔ اپنے قول کی تصدیق کے لئے خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے گواہی میں لا کھڑا کرو۔

۵۔ تمہاری رہائش کے لئے کوئی طلائی محل ہو۔

۶۔ تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور جب تک تم خداوند عالم کی جانب سے اپنی رسالت کی تصدیق میں ہمیں کوئی الہٰی مکتوب نہ دکھاؤ گے اس وقت تک ہم تمہاری اس بات کو ہرگز نہ تسلیم کریں گے۔

مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ سرداران قریش کا مطالبہ محض حیرت انگیز بہانہ گیریوں پر مشتمل تھا ورنہ ایک مذکورہ صفات پر مشتمل باغ کا نبوت و رسالت سے کیا رابطہ ہو سکتا ہے۔ آسمان گرانے کا مطالبہ پیغمبرؐ کے مشن کے برعکس ہے کیونکہ وہ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجے گئے تھے۔ بہر حال مذکورہ مطالبات میں صرف ایک ہی مطالبہ ایسا ہے جس کا تعلق اعجاز و معجزہ سے ہے اور وہ پیغمبرؐ کا آسمان پر چڑھنا ہے۔ لیکن اگر پیغمبرؐ ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیتے تو بھی وہ لوگ ایمان نہ لاتے کیونکہ ان لوگوں نے

واضح طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ "ہمارے لئے فقط تمہارا آسمان پر چڑھنا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ تمہیں آسمان سے اپنی رسالت کی تصدیق کے لئے ایک مکتوب بھی لانا ہوگا!!"

درحقیقت قریش کا مقصد حق سے روگردانی اختیار کرنا تھا۔ اسی لئے ان کے نزدیک پیغمبرؐ کا آسمان پر چڑھنا کافی نہ تھا۔ بہرحال پیغمبرؐ ان لوگوں کی بہانہ گیریوں سے بخوبی واقف تھے اسی وجہ سے انھوں نے ان مطالبات کے جواب میں ارشاد فرمایا: "ھل کنت الا بشرا رسولا" یعنی میں ایک رسول کے علاوہ کچھ نہیں ہوں اور خداوند عالم کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتا ہوں"

سردارانِ قریش کی سرکشی

یہ تاریخ اسلام کا ایک اہم حصہ ہے جس پر باقاعدہ غور و فکر کی ضرورت ہے کیونکہ انسان یہ سوچتا ہے کہ قریش پیغمبر اسلامؐ کو امین و راست گو سمجھتے تھے اور اب تک ان لوگوں نے پیغمبرؐ کی زندگی میں کوئی لغزش و بے راہ روی نہیں دیکھی تھی اور ان کے دلچسپ و انتہائی فصیح و بلیغ کلام کو بغور سنا کرتے تھے اور اکثر و بیشتر ان کے ہاتھوں مافوق الفطرت کام انجام پاتے ہوئے دیکھتے تھے اور اس کے باوجود وہ لوگ ان کی مخالفت پر کمربستہ تھے۔

درحقیقت اس مخالفت و نافرمانی کے مختلف اسباب تھے۔

۱۔ پیغمبرؐ سے رشک و حسد

ان میں بعض لوگ پیغمبرؐ سے رشک و حسد رکھتے تھے اسی وجہ سے ان کی پیروی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ لوگ خود اس الٰہی منصب کے متمنی تھے۔

سردارانِ قریش کی اس خواہش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشادِ خداوندی ہوتا ہے "وقالوا لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم" (سورۂ زخرف) یعنی ان لوگوں نے کہا کہ یہ قرآن مکہ و طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل ہوا۔ مفسرین اس آیۂ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نے پیغمبرؐ سے ملاقات کی اور کہا کہ نبوت کے لئے میں تم سے زیادہ لائق ہوں کیونکہ سن و سال، مال و دولت اور آل و اولاد کے اعتبار سے میں تم سے افضل ہوں۔"

"امیہ بن ابی الصلت" ان لوگوں میں سے تھا جو اسلام سے قبل پیغمبرؐ کے بارے میں گفتگو کیا کرتا تھا اور کسی حد تک یہ امید کرتا تھا کہ یہ عہدہ اسے حاصل ہوگا۔ اسی وجہ سے آخری عمر تک اس نے پیغمبرؐ کی پیروی نہیں کی اور ساری زندگی لوگوں کو پیغمبرؐ کے خلاف بھڑکاتا بھی رہا۔

اخنس رسولؐ خدا کے دشمنوں میں سے ایک تھا۔ ایک دن اس نے ابوجہل سے پوچھا۔ "محمدؐ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا۔ "ہم نے اور عبد مناف نے شرافت و بزرگی کے موضوع پر جنگ و نبرد آزمائی کی اور ان کے ساتھ عداوت و رقابت رکھی اور مختلف طریقوں سے ان کی برابری میں کامیاب ہو گئے۔ اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلے کے ایک فرد کے لئے آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔" (سیرہ ابن ہشام)

مذکورہ بالا عبارتوں سے سردارانِ قریش کی رقابت و حسادت پوری طرح نمایاں ہو جاتی ہے اس کے علاوہ بھی تاریخ کے صفحات میں بے شمار نمونے موجود ہیں جو پیغمبرؐ سے سردارانِ قریش کے حسد کی واضح دلیل ہیں۔

قیامت کا خوف

قریش کی گمراہی و نافرمانی کے اسباب و عوامل میں سے یہ انتہائی اہم اور موثر سبب کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہ لوگ انتہائی آرام طلب، عیش پرست تھے اور کسی قسم کی پابندی و روک ٹوک کے قائل نہ تھے۔ ان لوگوں کو صدیوں سے عیاشی کی مکمل و مطلق آزادی حاصل تھی اور دعوت الٰہی سے ان کی دیرینہ عادتوں کی خلاف ورزی ہو رہی تھی اور بری عادتوں کا چھوڑنا ان لوگوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ کام تھا۔

اس کے علاوہ عیاش و ظالم و بے خبر افراد کے کانوں تک جب آیات عذاب کی آواز پہونچی تو وہ بہت خوفزدہ ہوئے۔ اپنے آپ کو سخت الٰہی عذاب کا مستحق دیکھ کر وہ لوگ بے حد مضطرب و آزردہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ جس وقت پیغمبر اسلامؐ قریش

کے عام اجتماعات میں اپنی دلکش آواز سے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کرتے ہیں ان لوگوں پر غیر معمولی خوف طاری ہو جاتا ہے اور ان کی محفل عیش و طرب بالکل بے کیف ہو جاتی ہے۔ وہ عرب جو ہر قسم کی آفت و مصیبت کو جھیلنے کیلئے بہت پہلے سے حفاظتی سامان فراہم کرنے میں سرگرم ہو جاتے تھے' پتھروں سے قرعہ و فال طلب کرتے تھے اور پرندوں کی آمد و رفت کو مختلف حوادث کی علامت و نشانی قرار دیتے تھے وہ اس وقت تک چین و سکون سے نہیں بیٹھ سکتے تھے جب تک انھیں "محمدؐ" کے ذریعہ بتائے گئے عذاب سے نجات کی ضمانت نہ حاصل ہو جائے۔

قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات عیاش و ظالم سرداران قریش کو لرزہ براندام کر دیا کرتی تھیں۔

"جب قیامت برپا ہوگی' انسان اپنے بھائی' اپنی ماں' اپنے باپ اور اپنی اولاد سے دور بھاگے گا۔ اس روز ہر آدمی اپنے آپ میں مشغول رہے گا۔

جس وقت وہ لوگ خانۂ کعبہ کے قریب شراب نوشی میں مشغول ہوتے تھے اچانک ان کے کانوں سے یہ آواز ٹکرانے لگتی تھی۔

"جب آگ سے ان کی کھال جل جائے گی تو ہم ان کی کھال کو پھر تبدیل کر دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں" (سورۂ نساء آیت ۵۶)

اس آواز کو سن کر وہ لوگ پریشان ہو جاتے تھے اور شراب کا پیالہ ان کے ہاتھوں سے نیچے گر جاتا تھا اور وہ ڈر کے مارے کانپنے لگتے تھے۔

قریش کی نافرمانی میں ان اسباب کے علاوہ کچھ اور عوامل بھی کارفرما تھے۔ مثلاً ایک مرتبہ حارث بن نوفل بن عبد مناف نے پیغمبرؐ سے کہا: ہم جانتے ہیں کہ تم ہم لوگوں کو جن چیزوں سے ڈراتے ہو وہ صحیح اور یقینی ہیں۔ لیکن اگر ہم تمہارے اوپر ایمان لے آئے تو یہ مشرک عرب ہمیں اپنی سرزمین سے باہر نکال دیں گے۔" ان لوگوں کے جواب میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ہے

"کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ اس مشعل ہدایت کی پیروی کریں گے تو اپنی سرزمین سے باہر نکال دیئے جائیں گے۔ ان کے جواب میں کہا گیا کہ کیا ہم نے اپنے حرم کو' جو ہر فتنہ و فساد سے محفوظ ہے' ان لوگوں کے حوالے نہیں کر دیا ہے۔" (سورۂ قصص آیت ۵۷)

مشرکین کے بعض اعتراضات

وہ لوگ کبھی یہ کہتے تھے کہ سرزمین شام وہ سرزمین ہے جو اپنے دامن میں پیغمبروں کی پرورش کیا کرتی تھی اور اب تک اس ریگستان (مکہ) میں کوئی پیغمبر نہیں آیا ہے۔ اکثر مشرکین یہودیوں کی پیروی کرتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے

کہ محمدؐ کا قرآن دھیرے دھیرے کیوں نازل ہوتا ہے توراۃ و انجیل کی طرح ایک ساتھ کیوں نہیں نازل ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید ان لوگوں کے اعتراض کو اس انداز میں نقل کرتا ہے۔

"یہ قرآن مجموعی طور پر ایک ساتھ کیوں نہیں نازل ہو جاتا ہے۔" پھر ان کے اس اعتراض کا جواب اس انداز میں پیش کرتا ہے۔ "کذلک لنثبت بہ فؤادک" تاکہ اس کے ذریعہ ہم تمہارے دل کو مطمئن و مضبوط بنائے رکھیں۔" (سورۂ فرقان)

یہ ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے کہ سخت اور ناپسندیدہ حوادث انسان کی روح پر غیر معمولی اثر قائم کرتے ہیں اور پیغمبر اسلام کے سکون و اطمینان کا واحد ذریعہ خداوند عالم کے تازہ ارشادات ہوا کرتے تھے جو انھیں صبر و ثبات قدم کا حکم دیتے تھے اور الٰہی حکم کے حاصل ہوتے ہی ان میں نئی روحانی تازگی پیدا ہو جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم بتدریج نازل ہو رہا تھا۔

اس کے علاوہ ایسے بہت سے احکام ہیں جن کی معاشرے کو نیا رخ دینے کے لئے صدر اسلام میں احتیاج تھی لیکن بعد میں یہ مناسب نہ تھا کہ انھیں باقی و باقی رکھا جائے اس وجہ سے بھی قرآن مجید کا ایک ہی بار میں نازل ہونا ممکن نہ تھا۔

چودہ ؟ ایک انعامی مقابلہ

برادران و خواہرانِ اسلام ــــ سلام علیکم

آپ لوگوں کو یہ معلوم ہو کر یقیناً خوشی ہوگی کہ اپنے نوجوان ساتھیوں کی دینی لگن اور مذہبی دلچسپیوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ماہنامہ "راہِ اسلام" نے اپنے گذشتہ شماروں میں چودہ سوال - انعامی مقابلے کا جو پروگرام شروع کیا تھا وہ بحمد اللہ آج بھی جاری ہے۔ ذیل میں جو چودہ سوالات دیئے گئے ہیں ان کے صحیح جواب لکھنے والوں کو مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔ انعامات کا، گو یقیناً حقیر ہے مگر اس سے اسلامی موضوعات میں دلچسپی رکھنے والے بھائیوں اور بہنوں کی حوصلہ افزائی مقصود ہے۔ صحیح جواب ارسال کرنے کی آخری تاریخ ۵ اگست [illegible] ہے۔ واضح رہے کہ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے جوابات کو مقابلے میں شامل نہیں کیا جا سکے گا۔ ادارہ کا فیصلہ حتمی اور آخری ہوگا۔ اگر صحیح جوابات کی تعداد زیادہ ہوئی تو فیصلے کے تحت قرعہ اندازی کا سہارا لیا جائے گا۔ خداوند عالم سب لوگوں کو علمِ دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انعامات: پہلا انعام، ایک کتاب، مبلغ سو روپے نقد۔ دوسرا انعام، ایک کتاب، مبلغ پچھتر روپے نقد۔ تیسرا انعام، ایک کتاب، مبلغ پچاس روپے نقد

کیا آپ جانتے ہیں؟

مندرجہ ذیل آیت قرآن مجید کے کس سورہ کی کونسی آیت ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ●
(الف ۔ ۹ تا ۱۲)

۲۔ قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دیکر لکھئے کہ شہید راہ خدا زندہ ہیں اور وہ اپنے رب سے بعد شہادت روزی حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ احادیث رسولؐ کا حوالہ دیکر لکھئے کہ شہید کے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں نیز محبت اہلبیت پر زندگی گزرے تو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے۔

۴۔ مندرجہ ذیل کس سنہ ہجری میں واقع ہوئے؟
۱۔ جنگ موتہ ۲۔ فتح خیبر ۳۔ غزوہ حنین۔
۴۔ نصارای نجران کو تجویز مباہلہ۔

۵۔ امام خمینیؒ نے اپنے وصیت نامہ کا آغاز رسول خدا کی کس حدیث سے کیا ہے اور اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟

۶۔ مجنب (جنابت والے شخص) کے لئے کون چیزیں حرام ہیں؟ امام خمینیؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں لکھئے۔

۷۔ کیا مالک مکان پگڑی لے سکتا ہے؟ اگر کرایہ دار کسی دوسرے کو کرایہ پر دینے کا حق رکھتا ہے تو کیا وہ اس سے پگڑی لے سکتا ہے؟ امام خمینیؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں بتائیے۔

۸۔ روز عاشورہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی صدائے استغاثہ **هل من ناصر ینصرنا** ...... ہر دور کے مومنین کو کیا پیغام دیتی ہے؟

۹۔ ضمیر شخصی کے چھ (۶) مفرد و (۶) جمع صیغے لکھئے۔

۱۰۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زوجۂ محترمہ بی بی حضرت شہر بانو کا مزار مقدسہ کس جگہ ہے؟

۱۱۔ امام خمینیؒ کا مزار کس جگہ ہے؟ ان کی تاریخ وفات اور تاریخ تدفین بھی لکھئے۔

۱۲۔ امسال ایران کے کتنے زائرین حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مکہ میں برائت از مشرکین جلوس کس تاریخ میں برآمد کیا گیا۔

۱۳۔ ہندستان کے دستور اساسی میں شہریوں کو کون سے بنیادی حقوق کی گارنٹی دی گئی ہے؟

۱۴۔ نجف ہند کس جگہ کو کہتے ہیں؟ اس جگہ کی شہرت کا سبب کیا ہے؟

شمارہ ۸۸ — ماہنامہ راہِ اسلام

صحیح جوابات

ماہنامہ راہِ اسلام کے شمارہ ۸۵ میں پوچھے گئے سوالات کا جواب حاضر خدمت ہے۔
انعامی مقابلے میں شرکت کرنے والوں سے التماس ہے کہ سوالوں کا جواب مختصر لکھا کریں۔

(ادارہ)

مذکورہ آیات قرآن مجید کے نویں پارے میں سورہ انفال کی ۳۹ ویں و ۴۰ ویں آیات ہیں۔ اور ان کا ترجمہ ہے:
"مسلمانو! کافروں سے لڑے جاؤ یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور بالکل ساری خدائی میں خدا کا دین ہی دین ہو جائے، پھر اگر یہ لوگ فساد سے نہ باز آئیں تو خدا ان کی کارروائیوں کو خوب دیکھتا ہے اور اگر سرتابی کریں تو سمجھ لو کہ خدا یقیناً تمہارا مالک ہے، اور وہ کیا اچھا مالک ہے اور کیا اچھا مددگار ہے؟"
ماہ معظم۔ دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۸۵
لیلۃ المبارکہ۔ دیکھئے سورہ دخان آیت ۳
امیر المومنین حضرت علیؑ کا قاتل عبدالرحمن ابن ملجم تھا۔ اس نے ماہ مبارک رمضان کی ۱۹ ویں تاریخ کو اپنی زہر آلود تلوار سے اس وقت قاتلانہ حملہ کیا جب امیر المومنین مسجد کوفہ میں نماز فجر کی امامت کرتے ہوئے حالت سجدہ میں تھے۔
رسول خداؐ کی حدیث ہے اس کا مطلب ہے کہ میں اور علیؑ ایک ہی نور سے خلق کئے گئے۔

۵۔ وہ مسلمان جو محتضر ہے یعنی جاں کنی کی حالت میں ہے وہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا اس کو چت لٹایا جائے اس طرح کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں اور اگر پورے طور سے اُسے اس طرح لٹانا ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنا ممکن ہو اس طریقہ پر عمل کیا جائے اور اگر اُسے لٹانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو بقصد احتیاط اسے قبلہ رخ بٹھایا جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر بقصد احتیاط داہنی کروٹ یا بائیں کروٹ اُسے قبلہ رُخ لٹایا جائے۔

۶۔ نو چیزیں روزے کو باطل کر دیتی ہیں:
۱۔ کھانا پینا ۲۔ جماع کرنا (ہمبستری کرنا) ۳۔ استمنا (یعنی انسان کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے اس کی منی نکل آئے) ۴۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے حقیقی جانشینوں پر جھوٹ باندھنا۔ ۵۔ غبار غلیظ کو حلق تک پہنچانا۔ ۶۔ پورے سر کو پانی میں ڈبونا۔ ۷۔ جنابت، حیض یا نفاس پر اذان صبح تک باقی رہنا۔ ۸۔ کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (انیما) کرنا اور ۹۔ قے کرنا۔

۷۔ (۱) قرآن مجید (۲) رسول اکرمؐ (۳) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام۔

۸۔ ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ (جمعۃ الوداع) کے دن۔ بازیابی بیت المقدس کے لئے منایا جاتا ہے۔

۹۔ از بخت شکر دارم واز روزگار ہم۔

۱۰۔ تخت جمشید ایران کے صوبہ فارس میں واقع ہے۔
تخت جمشید کا کل رقبہ ایک لاکھ پچیس ہزار مربع میٹر ہے۔

۱۱۔ ۱۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام۔
۲۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔
۳۔ امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ۔
۴۔ حاج شیخ عباس قمیؒ

۱۲۔ بسیج نوجوانوں کو بھرتی کے لئے آمادہ کرنے والی تنظیم ہے، اور سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی نیم فوجی تنظیم ہے۔

۱۳۔ عام حالات میں ۵ سال بعد ہوتا ہے۔ اب تک ۱۰ انتخابات ہو چکے ہیں۔

۱۴۔ ۱۔ ہندوستانی شہری ہو۔
۲۔ ایم پی بننے کے لئے ۲۵ سال اور ایم ایل اے۔ بننے کے لئے ۲۱ سال یا اس سے زائد عمر ہو۔
۳۔ کوڑھی، پاگل یا دیوالیہ نہ ہو۔
۴۔ غیر سماجی سزا یافتہ نہ ہو۔

بقیہ ۔۔۔ نفس نبیؐ

بات ہوگی یا وہ منافق ہوگا یا وہ زنا کی اولاد ہوگا یا وہ حیض کی ناپاکی کی حالت میں ماں کے پیٹ میں رہا ہوگا۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اے علیؑ تمہیں دشمن نہ رکھیں گے مردوں میں مگر منافق اور وہ شخص جس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو اور عورتوں میں تمہیں دشمن وہ عورت رکھے گی جو سلقلق ہوگی یعنی اس کا حیض پاخانہ کے مقام سے آتا ہوگا (اس کو دیلمی نے روایت کیا ہے)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ ابراہیمؑ کو ان کے علم میں اور نوحؑ کو ان کی حکمتوں میں اور یوسفؑ کو ان کے جمال میں دیکھنا چاہے وہ علی ابن ابیطالبؑ کی طرف نظر کرے (علی تمام کمالات کے آئینہ دار ہیں) اس کو ملا نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

ابی حمراء کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ آدمؑ کو ان کے علم میں، نوحؑ کو ان کے فہم میں ابراہیمؑ کو ان کے حلم میں عیسیٰؑ کو ان کے زہد میں موسیٰؑ کو ان کی ہیبت میں دیکھنا چاہے تو وہ علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھ لے۔ اس کو امام احمد نے ابوالخیر قزوینی نے اور بیہقی نے فضائل صحابہ میں روایت کیا ہے۔

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر نبی کی مثال اس کی امت میں ہوتی رہی ہے پس علیؑ میری نظیر ہے۔

ان احادیث کے علاوہ بہت سی حدیثیں ہیں جو صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں اور علمائے اسلام نے انہیں اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ ہم نے جن احادیث کو پیش کیا ہے، خوف طوالت کی بنا پر ان پر کوئی تبصرہ نہ کرسکے اور نہ کوئی تشریح کرسکے جس سے فضائل کے گوشوں پر مزید روشنی پڑتی تاہم ہم نے جو کچھ تحریر کیا ہے ارباب بصیرت کے لئے وہی کافی ہے۔ آخر میں ہم امام شافعیؒ کے چند اشعار پیش کرکے مضمون کو تمام کر رہے ہیں۔

علی حبہ جنۃ	قسیم النار والجنۃ
وصی مصطفیٰ حقاً	امام الانس والجنۃ
یا اھل بیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم	من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

ترجمہ: اشعار امام شافعیؒ

علیؑ کی محبت ڈھال ہے۔ علیؑ جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں محمد مصطفیٰؐ کے وصی برحق ہیں جن و انس کے امام ہیں۔

اے اہلبیت رسولؐ خدا آپ کی محبت کو خدا نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔ اور تمہاری عظمت شان و جلالت قدر کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص نماز میں تم پر صلوٰۃ و درود نہ پڑھے اس کی نماز باطل ہے۔

اگر آل محمدؐ کی محبت گناہ ہے تو سن لو میں ایسے گناہ سے کبھی توبہ نہ کروں گا۔ بروز حشر آل محمدؐ میری شفاعت کرنے والے ہیں ان کا بغض ہی شافعی کے نزدیک دراصل گناہ ہے۔

خدا کی پناہ مانگتا ہوں ان لوگوں سے جو خاندان فاطمہ زہراؑ کی محبت کو رافضی ہونا سمجھتے ہیں۔ خدا کی لعنت ہو اس جاہلیت پر اور آل رسولؐ پر میرے پروردگار کی طرف سے درود و سلام ہو۔

اگر آل محمدؐ کی محبت ہی رافضی ہونا ہے تو میں دونوں جہانوں کو (یا جن و انس کو) گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں رافضی ہوں۔

لوگوں نے کہا کہ تم رافضی ہوگئے تو میں نے کہا ہرگز رافضیت نہ میرا دین ہے نہ میرا اعتقاد لیکن بیشک میں دوست رکھتا ہوں بہترین امام اور بہترین ہادی (علیؑ) کو پس اگر وصی رسول خدا سے محبت و دوستی رافضیت ہے تو یقیناً میں تمام بندگان خدا میں سب سے بڑا رافضی ہوں۔

نوٹ: امام شافعی کے دیگر اشعار اور مقالے میں مذکورہ جملہ حوالوں کے لئے الحاج محمد مصطفیٰ شائق نگیوی کی کتاب نفس نبی میں عنوان حضرت علیؑ کی انفرادیت ملاحظہ فرمائیں۔

بقیہ:۔ اداریہ

پس اگر یزید کو اپنے ناپاک ارادے میں کامیابی مل جاتی اسلام اور قرآن پر کیا گزرتی کچھ کہا نہیں جاسکتا ہے۔ لیکن خداوند عالم کا ارادہ رہا ہے کہ وہ نجات بخش اسلام اور ہدایت افروز قرآن کو باقی رکھے اور فرزندان وحی کے خون سے اس کا احیاء کرے اور ہر زمانے میں شہداء اس کی حفاظت کرتے رہیں۔ چنانچہ وقت آنے پر نبوت و ولایت کی یادگار حسینؑ مظلوم اسلام اور امت اسلامیہ کے عقاید کی راہ میں اپنی اور اپنے جاں نثاروں کی قربانی پیش کر دیتے ہیں تاکہ تاریخ کی رگوں میں ان کا مقدس خون دوڑتا رہے اور ہر دور میں دین خدا کی آبیاری اور وحی خداوندی کی نگہداری کے فرائض انجام دیتا رہے۔"

پس اگر ہر سال عزاداری حسینؑ مظلوم کا اہتمام نہ ہوتا اور خطباء و مقررین نے مجلسوں میں سیدالشہداء کی قربانیوں کا ذکر نہ کیا ہوتا تو دھیرے دھیرے اس واقعہ کو بھی فراموش کر دیا گیا ہوتا اور لوگوں کے ذہن میں انقلاب کا خیال بھی نہ پیدا ہوتا۔ پس جو لوگ عزاداری کی مخالفت کا نعرہ بلند کر رہے تھے وہ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اصل تحریک اور ارادۂ خداوندی کی مخالفت پر کمربستہ تھے اگرچہ خود کو انقلابی بھی کہتے تھے۔

پس ہم لوگوں کو عزاداری امامؑ مظلوم کی بھرپور حفاظت میں سرگرم رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ حقیقی اسلام محمدیؐ کی گرانقدر میراث ہے اور اپنی میراث کا تحفظ ہمارا فریضہ ہے۔

(— مقابلۂ مقالہ نویسی میں اول انعام یافتہ —)

سیاست

امام خمینی کے نقطۂ نظر سے

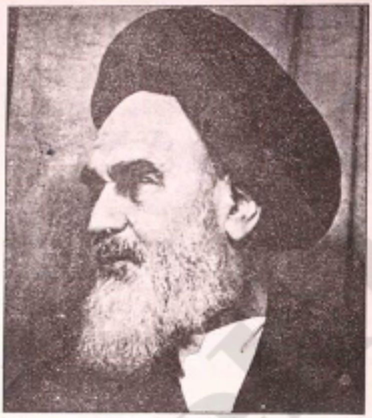

از: سردار احمد (علیگ) اٹاوہ (یو۔پی)

گذشتہ سے پیوستہ
(— آخری قسط —)

اس جذبۂ ایمانی، اس روشن ضمیری اور اسی حق پسندی
سائے میں پروان چڑھنے والی "سیاست" کا دلکش و تابناک
رنگ امام خمینیؒ کے اس پیغام میں ملتا ہے، جسے موصوف
بیت اللہ الحرام کے زائرین کو خطاب کی شکل میں بھیجا تھا۔
پیغام میں صدام کی صلح کی کوشش کے پیچھے پوشیدہ بدنیتی
دنیا کی بڑی طاقتوں کی بدطینتی کا پردہ فاش کرتے ہوئے
نے عارفانہ انداز میں امام خمینیؒ نے فرمایا:

"اور آج جب کہ کامیابی ہمارے قدم چوم رہی ہے صدام اور عالمی لٹیرے صلح کے خواہاں بن گئے ہیں۔ آخر یہ کیا ہوگیا ہے کہ آج عالمی سامراج اور ان سب کے سرفہرست امریکہ اس حد تک قوموں کا حامی بن گیا ہے اور جنگ کی آگ بھڑکانے والے جنگ کی آگ پر تیل چھڑکنے والے اور موجودہ عہد کی کے تمام جلادِ انسانی عزت و آبرو کی زندگی گذارنے کے قائل بن گئے ہیں۔ انھوں نے اپنے سیر نہ ہونے والے عیش و آرام اور خونریزی و خونخواری کی خصلت کو جو سرمایہ داری نظام اور کمیونزم کا ثقافتی مزاج ہے، ترک کر دیا ہے اور ملتوں کے قلب میں پیوست تلواروں اور خنجروں کو نیام میں رکھ لیا ہے۔ آیا حقیقت ہے یا فریب؟ کیا یہ انھیں شب خونوں اور بیہ تھانوں کا دوسرا روپ نہیں ہے جو ایک دن اپنی خاموشی کو مصلحت جانتا تھا اور صلح پسندی کو؟ آیا حقیقت یہ نہیں کہ عالمی لٹیرے اس طرح سے چاہتے ہیں کہ ہمیں اپنا آخری وار کرنے سے باز رکھیں۔

"کون سا عقلمند اور صاحب بصیرت آدمی ہے جو تمام مناسب مواقع اور ضروری تیاریوں کے فراہم ہونے کے ساتھ اور ہزاروں قربانیاں دینے کے بعد اپنے مکتب، معاشرے اور ملک کے قریب المرگ دشمن سے جنگ کو نظرانداز کرے اور اس کو ایک بار پھر یہ توانائی اور مہلت دے کہ وہ مناسب موقع پر ہمارے ملک پر حملہ کرے۔

"میں ان حالات کے باوجود خلیج فارس کے ملکی سربراہوں، مشرق و مغرب کی تمام بڑی طاقتوں خصوصاً امریکہ اور روس کو خبردار کرتا ہوں اور انکو مداخلت کرنے، مبہم پسندی اور عاجلانہ فیصلوں سے منع کرتا ہوں۔

"دنیا کے مسلمان! اسلامی جمہوری نظام کا ساتھ دیتے ہوئے اپنا ارادہ پکا کریں کہ امریکہ کے دانتوں کو توڑ دیں گے اور نبی اکرم کی دنیا میں آزادی، توحید اور امامت کے پھولوں کے کھلنے کا مشاہدہ کریں۔"

(ندائے اسلام، شمارہ ۸۰، دسمبر گذشتہ صفحہ ۶ و ۷)۔

امام ملت حضرت خمینیؒ نے ملاؤں اور دین فروشوں سے بھی ہوشیار رہنا اپنی "سیاستِ اسلامی" کا جزو بتاتے ہوئے اس خطرے سے بھی آگاہ کیا کہ:

"اسلام کے ذمہ دار علماء کو چاہئے کہ فریب کار اور بُرے علماء اور درباری ملاؤں کی جانب سے اسلامی معاشروں کو لاحق ہونے والے عظیم خطرے کا ذکر کریں کیونکہ یہی بے خبر لوگ ہیں جو ظالموں کی حکومت اور وابستہ سربراہوں کے ظلم کی تاویل پیش کرتے ہیں، مظلوموں کو اپنے جائز حقوق کو حاصل کرنے سے روکتے ہیں اور ضروری مواقع پر خدا کی راہ میں جدوجہد

کرنے والوں اور حریت پسندوں کے فاسق اور کافر ہونے کا حکم جاری کرتے ہیں۔ خدا تمام اسلامی اقوام کو ان ظالموں اور دین فروشوں کی شرارتوں اور گمراہی سے نجات دلائے۔"

("ندائے اسلام" شمارہ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۷)

امت میں احساس زیاں عام کرتے ہوئے اور ایمان و یقین کے متوالوں کا لہو گرماتے ہوئے رہبر امت امام خمینیؒ نے دشمنان اسلام کو شکست فاش دی اور آب و گل ایران پر آزادی و فتح کا آفتاب حق و انصاف کی سیاست کا خورشید طلوع ہوا۔ حق پرستی کی سیاست کی جیت ہوئی۔ لادینی سیاست کی ہار ہوئی اور معمار جدید ایران روح اللہ الموسوی خمینیؒ یوں لب گویا ہوئے:۔

"یہ عظیم الشان اسلامی انقلاب جو کروڑوں ذی قدر انسانوں، ہزاروں زندۂ جاوید شہیدوں اور زندہ شہید جانبازوں کی زحمتوں کا ثمرہ ہے اور دنیا کے کروڑوں مسلمانوں و مستضعفوں کی امیدوں کا مرکز ہے اسکی اہمیت و عظمت اتنی زیادہ ہے جس کا صحیح اندازہ لگانا قلم و بیان کے بس سے باہر ہے۔"

(ماخوذ از وصیت امام خمینیؒ)

معرکۂ بدر و حنین و خیبر و کربلا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جس بے سروسامانی اور صعوبتوں کی فراوانی میں امام خمینیؒ نے اپنی سیاسی حکمت عملی کی بنیاد خالص دین کے مطابق رکھی اسکے نتیجے میں تمام مادہ پرستوں کو اپنے منہ کی کھانی پڑی اور آج کے دور میں اسلام محمدی کا پرچم پھر سے اپنی اہمیت کے ساتھ بلند ہوا اور اس کی خوشبو ہر چہار جانب پھیل گئی۔ امام خمینیؒ نے شیعہ و سنی برادران کو جس طرح دین کے پُر اثر پیغام کو لئے ہوئے اخوت و محبت کے ساتھ دوش بدوش لشکر کر دیا یہ بھی ان کا لازوال کارنامہ ... کی سیاست دین سے پوری طرح وابستہ ہونے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ ان کے لازوال کارناموں میں ایک عظیم الشان کارنامہ رشدی ملعون کے قتل کا فتویٰ ہے۔ سامراجی اور صیہونی طاقتوں اور دشمنان

امام خمینیؒ
نے شیعہ و سنی برادران
کو جس طرح دین کے آفاقی پیغام پر
اخوت و محبت کے ساتھ
دوش بدوش کھڑا کر دیا ہے وہ
ان کا لازوال کارنامہ ہے

اسلام کی طرف سے جب رسول رحمتؐ اور اہل بیت اطہارؑ کی بابرکت اور پُر نور زندگی کے خلاف بے حرمتی کا لہجہ اور نازیبا کلمات کا سلسلہ دراز ہوا جو ملعون رشدی کے اہانت آمیز رویہ سے لبریز کتاب میں سامنے آیا تو پوری دنیائے اسلام میں ایک ہی بے خوف و بیباک اور حق گو شخصیت امام خمینیؒ کی آواز بلند ہوئی جو دین و سیاست کو الگ الگ دو خانوں میں تقسیم نہیں کرتے تھے اور جو مصلحت پسندی سے بالاتر تھے۔ ان کے درج ذیل فتویٰ نے پوری دنیا کے مسلمانوں میں ایک طرف اتحاد ملی اور جوش ایمانی کو تقویت دی اور دوسری طرف دشمنان اسلام کی بدزبانی، بدکلامی اور گستاخی کی جرأت کا اس فتویٰ نے سدباب کر دیا:۔

امام خمینیؒ کا فتویٰ

باسمہ تعالیٰ

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ترجمہ:۔ دنیا بھر کے غیرتمند مسلمانوں کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ "شیطانی آیات" نامی کتاب جو اسلام، پیغمبرؐ اور قرآن کے خلاف لکھی، چھاپی اور نشر کی گئی ہے، اس کے مولف اور کتاب کے مضامین سے باخبر ناشر کی سزا موت ہے۔ میں غیرت مند مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ان افراد کو جہاں کہیں پائیں جلد از جلد موت کے گھاٹ اتار دیں تاکہ پھر کسی میں مسلمانوں کے مقدسات کی توہین کرنے کی جرأت پیدا نہ ہو۔ اس (حکم کے نفاذ کی) راہ میں قتل ہونے والے افراد شہید ہیں انشاء اللہ۔ اگر کوئی شخص مولف تک رسائی رکھتا ہے لیکن اسے سزائے موت دینے کی خود اس میں توانائی نہیں ہے تو وہ عوام کو اس کے ٹھکانے بتائے تاکہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ جائے۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

روح اللہ الموسوی خمینی

۸ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

رہبر ملت امام خمینیؒ کے اس فتویٰ کی بنیاد بھی قرآن و حدیث کے واضح احکام ہیں جو مصلحت اور سیاست سے بالاتر ہیں۔ دو اقتباسات معہ ترجمہ درج ذیل ہیں:۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ سے

لٹتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیئے جائیں۔ یہ ذلت و رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے ہی اور آخرت میں ان کے لئے اس سے بڑی سزا ہے سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کر لیں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

(سورۃ مائدہ آیت ۳۳-۳۴)

قتل مرتد اور شاتم نبی کے قتل کا جواز پیش کرنے والی سورۂ توبہ کی یہ آیتیں بھی ہیں۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○ وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ○ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ ... (سورۃ توبہ آیات ۱۱-۱۳)

ترجمہ:- (اگرچہ کہ وہ لوگ بڑے بدعہد اور فسادی ہیں) پھر بھی اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو پھر ان کو دین میں اپنا بھائی بنا کر رکھنا۔ ہم تو مہذب سمجھ دار لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کر دیتے ہیں اور اگر وہ قول دے کر دغا کریں اور اپنے عہد کو توڑ دیں اور دین میں طعنہ دے کر عیب جوئی کرنے لگیں تو پھر کافروں کے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دو۔ اب ان کیلئے کوئی عہد و پابندی نہیں رہی شاید کہ وہ اس سخت برتاؤ سے اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ بھلا تم کیا ایسے لوگوں سے جنگ و جدل نہ کرو گے کہ جنہوں نے معاہدہ کر کے بدعہدی کی اور اپنے قول سے پھر گئے۔"

وان نکثوا ایمانھم آیت میں جس بدعہدی سے مراد ہے اس کی سزا قتل خود قرآن ہی کی اگلی آیت فقاتلوا ائمۃ

ہم دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو اپنے ملک کے مسلمانوں کی طرح سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو ان کے حال میں شریک سمجھتے ہیں

الکفر میں صاف طور سے بیان کی گئی ہے۔

اس مسئلہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ روایت بھی روشنی عطا کرتی ہے کہ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب نبیا قتل ومن سب اصحابہ جلد۔ یعنی رسول اللہ نے فرمایا جو شخص کسی نبی کو سب و شتم کرے اسے قتل کیا جائے گا اور جو اس کے ساتھیوں کو سب و شتم کرے اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔

رہبر اسلام امام خمینیؒ نے انقلاب اسلامی کی دسویں سالگرہ کی آمد پر روس کے سربراہ گورباچوف کے نام اپنا ایک طویل خط روانہ کیا تھا جس کے چند اقتباسات کا درج ذیل اردو ترجمہ امام موصوف کے سیاسی نقطۂ نظر کو مزید واضح کرتا ہے۔

"ہم دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو اپنے ملک کے مسلمانوں کی طرح سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو ان کے حال میں شریک سمجھتے ہیں۔

"سچ بتایئے جس مذہب نے ایران کو بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں ایک پہاڑ کے مانند استوار کر رکھا ہے کیا وہ معاشرہ کے لئے نشہ آور ہو سکتا ہے؟ آیا جو مذہب پوری دنیا میں عدالت و انصاف کے اجرا کا مطالبہ کرتا ہے اور انسان کو ہر قسم کی معنوی و مادی قیود سے آزاد دیکھنے کا خواہاں ہے معاشرہ کے لئے افیون ہے؟

"البتہ جو مذہب اسلامی و غیر اسلامی ممالک کے مادی و معنوی تمام سرمایہ کو بڑی طاقتوں اور حکومتوں کے حوالہ کر دینا چاہتا ہے اور برسر عام چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ سیاست دین سے جدا ہے یقیناً ملک و قوم کیلئے مخدر و نشہ آور ہے لیکن وہ اس صورت میں واقعی مذہب نہیں کہا جا سکتا بلکہ اس مذہب کو ہمارے یہاں کے لوگ امریکی مذہب کہتے ہیں۔"

اس خط میں سیاست کو دین اسلام کے تابع کرنے کے ذکر کو علم، حکمت اور تاریخ کے حوالوں سے امام خمینیؒ نے اپنے عالمانہ انداز سے ثابت کیا ہے۔

میں اپنے اس مقالہ کے آخر میں عظیم خاک ایران کے پروردہ دنیائے اسلام کی عظیم الشان شخصیت اسوۂ حسینی کے علمبردار اور جید عالم باعمل امام آیت اللہ خمینیؒ کے ان جملوں کو پیش کر رہا ہوں جو ان کے پیغام بنام زائرین بیت اللہ الحرام میں محفوظ ہیں اور سیاست کے بارے میں ان کے نقطۂ نظر پر روشنی ڈالتے ہیں:۔

"خداوہ دن نہ لائے کہ ہماری سیاست اور ہمارے ملک کے عہدے داروں کی سیاست محروموں کی حمایت نہ کرنا اور سرمایہ داروں کی طرف توجہ دینا بن جائے اور دولتمندوں کو زیادہ عزت حاصل ہو جائے، معاذ اللہ کہ یہ بات انبیاء، امیر المومنین اور ائمہ معصومینؑ کی سیرت اور روش سے مطابقت نہیں رکھتی۔"

اہم خبریں

ایران میں امام خمینی قدس سرہ کی دوسری برسی

رہبر معظم اور صدر جمہوریہ اسلامی ایران نے زائرین کو تعزیت پیش کی۔

۱۵ ہزار غیر ملکی عزادار ایران پہنچے۔

حسینیہ جماران کی طرف بڑھتا ہوا ہندستانی مہمان عزاداروں کا قافلہ

تہران۔ (۱۰ رجون) (گزارش: ع۔ح جعفری) امام خمینی رضوان اللہ تعالی کے مزار پر (۴ رجون) ایک کروڑ سے زائد زائرین نے حاضری دی۔ حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای اور حجت الاسلام ہاشمی رفسنجانی نے عزاداروں سے خطاب فرمایا۔ دنیا کے کونے کونے سے ۱۵ ہزار عزادار تہران پہنچے۔ ایران کی بلند پایہ شخصیات نے مہمان عزاداروں کی پذیرائی کی۔ حکومتی مشنری اور رضاکار تنظیموں نے بیرونی مہمانوں کے لئے قابل قدر سہولتیں فراہم کیں۔

مزار امام پر حاضری دینے کی غرض سے زائرین کو پہنچانے کے لئے پورا ایران گویا حرکت میں تھا۔

رکاری ہنیم سرکاری نیز پرائیوٹ بسیں اور کاریں لاکھوں ی تعداد میں بہشت زہرا کی طرف رواں دواں رہیں۔ وپہر تک ایک کروڑ سے زیادہ جم غفیر بہشت زہرا یں مجتمع ہو چکا تھا۔ رہبر معظم حضرت آیت اللہ خامنہ ای ور صدر جمہوری اسلامی حجت الاسلام جناب علی اکبر اشمی رفسنجانی نے امام خمینیؒ کو نذرانۂ عقیدت پیش رنے کے بعد زائرین کے لئے استقبالیہ جلسے کیے ور امام کی راہ پر گامزن رہنے کے عہد کا اعادہ کیا۔

کئی کئی ہزار افراد پر مشتمل مختلف انجمنوں نے ماتم ور نوحہ خوانی کی۔ حکومتی مشنری نے اس جم غفیر کی سہولتوں کے لئے ناشتہ، پانی، آمد و رفت اور تلاش گمشدگان کے لئے معقول بندوبست کیا۔ جگہ جگہ کھانے، پانی، برف ور چائے وغیرہ کے صلواتی اسٹال لگے ہوئے تھے۔ ان اسٹالوں پر پیسے دینے کی بجائے محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات پڑھنی پڑتی ہے۔ اس قسم کی اسٹالوں پر "نان صلواتی" "آب صلواتی" "چائے صلواتی" بینر لگے ہوئے تھے۔ تلاش گمشدگان کے کیمپوں میں باہمی ارتباط کیلئے ٹیلیفون اور وائرلیس کی سہولتیں تھیں۔ چونکہ بہشت زہرا جہاں امام خمینیؒ کا روضۂ مبارک ہے، تقریباً ۲۵ کلومیٹر کے رقبے میں پھیلا ہوا ہے لہٰذا تلاش گمشدگان کیمپوں کو کاریں بھی دی گئی تھیں تاکہ وہ کھوئے ہوئے بچوں کو ان کے سرپرستوں سے ملا دیں خواہ وہ کسی کیمپ پر ہوں۔

ایرانی حکومت نے امسال دنیا کے گوشہ و کنار سے ہزار مہمان عزاداری امام میں شرکت کے لئے مدعو کئے تھے۔ لیکن پاکستان سے ۱۰ ہزار عقیدت مند اپنے طور پر ایران پہنچ گئے۔ مہمانوں کی تعداد میں اس غیر متوقع اضافے کی وجہ سے حکومت کو کچھ پریشانی تو ہوئی لیکن جلد ہی ان کی مہمانی کا بھی بندوبست کر دیا گیا۔ ہندوستان سے تقریباً ۲۵۰ مہمان بلائے گئے تھے۔ جن میں مختلف طبقات کے افراد شامل تھے۔ ہندوستان کے تمام مہمانوں کو پنج ستارہ (فائیو اسٹار) ہوٹل انقلاب میں روکا گیا جہاں عمدہ و نفیس کمرے اور قیام و طعام کی بہترین سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔

عزاداری امام کا یہ پروگرام ۲ جون سے ۸ جون تک ایک ہفتہ کا تھا۔ اس دوران ایران کی اعلیٰ شخصیات سے ملاقات کے مواقع بھی فراہم کئے گئے۔ ان اعلیٰ شخصیات میں رہبر معظم حضرت آیت اللہ خامنہ ای، سے بھی مہمانوں نے "بیت رہبر" میں، سرپرست قوت قضائیہ (چیف جسٹس) آیت اللہ یزدی سے ان کے دولت کدے پر، رئیس مجلس شورای اسلامی (اسلامی پارلیمنٹ کے اسپیکر) جناب آیت اللہ کروبی سے پارلیمنٹ لان میں اور امام خمینیؒ کے صاحب زادے حجت الاسلام سید احمد خمینی سے حسینیہ جماران میں ملاقات کی۔ ان تمام معظم شخصیات نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ رہبر معظم نے فرمایا کہ ہم حضرت امام کی ہدایت کی روشنی میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور تہران دنیا بھر کے مسلمانوں کا گھر ہے۔ سبھی شخصیات نے وحدت المسلمین کے لیے جد و جہد کرنے کی اپیل کی اور فرمایا کہ امام راحل نے ہمیں سکھایا ہے کہ تحفظ و عظمت اسلام کے لئے ہر چیز قربان کی جا سکتی ہے۔

ہر ایک مہمان کو آزادی تھی کہ وہ کسی بھی شخص سے ملنے کے لئے ایران میں کسی جگہ بھی جا سکتا ہے۔ عام طور سے مہمانوں نے قم کا سفر کیا۔ قم میں امام رضا علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ کا مزار ہے جو "معصومہ قمؑ" کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی قم سے امام خمینیؒ کو شاہی جلادوں نے گرفتار کر کے ملک بدر کیا تھا۔ قم تعلیمی مرکز کا شہر ہے۔ تہران کے شمال میں شاہ عبدالعظیم، امام زادہ طاہر اور امام زادہ داؤد کا مزار ہے۔ یہ تینوں مزار ایک ہی عمارت میں ہیں۔ یہاں بھی مہمانوں کی کثیر تعداد نے زیارت کی۔ تہران کے شمال مشرق میں حضرت امام حسینؑ کی زوجہ محترمہ حضرت بی بی شہربانو کا مزار ہے۔ اطلاعات کے بموجب مہمانوں کی کثیر تعداد نے بی بی کے مزار کی زیارت کی۔

مہمانوں کی اجتماعی درخواست کا احترام کرتے ہوئے سبھی مہمانوں کو صوبۂ خراسان میں مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ السلام کے روضے کی زیارت کے لئے بھیجا گیا۔ مشہد مقدس تہران سے تقریباً ۱۲۰۰ کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔ فوجی جہاز کی اسپیشل فلائٹ سے سبھی مہمانوں کو امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے بھیجا گیا۔ اس خصوصی انتظام کے لئے سبھی مہمانوں نے ایرانی حکام کے لئے تشکر کے جملے اور دعائیہ کلمات ادا کئے۔

حسینیہ جماران میں حجت الاسلام سید احمد خمینی کو تعزیت پیش کرتے ہوئے ہندوستانی عزادار۔

دیگر ذرائع سے موصولہ اطلاعات کے مطابق رہبر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی قدس سرہ کی دوسری برسی کے موقع پر تہران میں خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ پورے تہران میں نوحہ و ماتم اور عزاداری و سوگواری کا ماحول دکھائی دیتا تھا۔ لاکھوں سوگوار نوحہ و ماتم کرتے ہوئے امام خمینیؒ کی آرام گاہ کی طرف گامزن تھے تاکہ اپنے قائد سے غیر معمولی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حجۃ الاسلام سید احمد خمینی، آیت اللہ سید علی خامنہ ای حجۃ الاسلام ہاشمی رفسنجانی وغیرہ کی خدمت میں تعزیت پیش کر سکیں۔

امام خمینی کی رہائش گاہ حسینیہ جماران میں منعقدہ مراسم عزاداری کے دوران حجت الاسلام سید احمد خمینیؒ نے ایرانی اور بیرونی ممالک سے آئے ہوئے ہزاروں سوگواروں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ امام خمینی سے اظہار عقیدت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے مقصد کی حمایت کرتے ہوئے ان کی راہ و روش کو جاری رکھا جائے اور اس مقدس راہ پر اس طرح آگے قدم بڑھایا جائے کہ آپس میں تفرقہ و اختلاف نہ پیدا ہو سکے۔

انھوں نے مزید کہا کہ اب تک ان لوگوں کے درمیان امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نقطۂ اتحاد کی حیثیت رکھتے تھے اور اب آیت اللہ خامنہ ای ہم لوگوں کے درمیان نقطۂ اتحاد ہیں۔ پس ہم لوگوں کو ان کے ارد گرد جمع رہنا چاہیے۔

اپنی تقریر کے آخری حصہ میں حجت الاسلام سید احمد خمینی نے کہا کہ امام خمینی کی قیادت میں ایران میں ڈھائی ہزار سالہ شاہی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن دنیا کی بڑی طاقتوں کو یہ بات اچھی نہ لگی اور انھوں نے ہمارے ملک پر ہر طرح کے حملے شروع کر دیئے پھر بھی ہمارے انقلابی امام نے اپنی جد و جہد جاری رکھی اور ساری زندگی اسلامی انقلاب اور اس کی نعمتوں کی نگہداری کرتے رہے۔

اس موقع پر سوگواروں نے اسلامی انقلاب کے موجودہ قائد حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای سے بھی ملاقات کی۔ انھوں نے سوگواروں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ گزرا ہوا وقت اسلامی اور معنوی اقدار کے فائدہ میں تھا اور دنیا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ عظیم اسلامی تحریک روز بروز ترقی کرتی جا رہی ہے۔

انھوں نے دشمن کی اسلام دشمن سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسلام دشمن طاقتیں ہمیشہ سے گھات لگائے ہوئے بیٹھی ہیں۔ اور ان کا سب سے خطرناک منصوبہ مسلمانوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا ہے۔ پس ہم لوگوں کا بنیادی اور اہم ترین مقصد یہ ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان وحدت و اتحاد کو زیادہ سے زیادہ مضبوط و مستحکم بنانے کی کوشش کریں تاکہ تفرقہ انداز طاقتوں کا اسلام دشمن منصوبہ پوری طرح نابود ہو جائے اور ہم لوگ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں۔

اپنی تقریر کے آخری حصہ میں انھوں نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کا بنیادی فریضہ ہے کہ وہ اسلام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کی کوشش کریں تاکہ انھیں اپنے مقصد میں پوری طرح کامیابی حاصل ہو سکے۔

اس کے بعد آیت اللہ خامنہ ای نے بیرونی ممالک سے آئے ہوئے سوگواروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کا یہ سفر ایران خیر و عافیت کے ساتھ گزر جائے۔

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران نئی دہلی میں عزاداری

حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

نئی دہلی۔ حضرت امام خمینیؒ کی دوسری برسی کی مناسبت سے خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران نئی دہلی نے گوناگوں مراسم عزا منعقد کئے۔ ان میں قرآن خوانی، مجلس عزا، مسالمہ اور سیمینار شامل ہیں۔ ان مراسم میں عوام کی بھرپور شرکت رہی۔ اور ہر پروگرام میں معزز سیاسی و سماجی و دینی شخصیات نے بھی شرکت فرمائی۔

قرآن خوانی و مجلس عزا

۳۔ جون۔ دہلی۔ حضرت امام خمینیؒ کی تاریخ کی مناسبت سے خانۂ فرہنگ میں قرآن خوانی و مجلس عزا کا انعقاد کیا گیا۔ قرآن خوانی میں ہندوستانی و ایرانی عوام و خواص نے شرکت فرمائی۔ قرآن خوانی کے بعد جناب مولانا سید علی نقوی پیش امام شیعہ جامع مسجد دہلی، جناب ابراہیم رحیم پور سفیر محترم اسلامی جمہوری ایران نئی دہلی اور حجۃ الاسلام دین پرور نے تقاریر کیں۔ تقاریر کے بعد ایرانی و ہندوستانی برادران نے نوحہ خوانی و سینہ زنی کی۔

قرآن خوانی کے بعد مجلس عزا میں سفیر محترم نے

خانہ فرہنگ میں مجلس عزا۔ ماتم و نوحہ خوانی کا ایک منظر۔

حضرت آیت اللہ خامنہ ای کا پیغام پڑھکر سنایا۔ موصوف نے مسلمانان عالم کے ساتھ اُمت ایران کی ہمبستگی کو اہمیت دی ہے۔ اور ... بین المسلمین کو اوّلیت دینے کی خواہش کا اظہار ... ہے۔ آیت اللہ نے اپنے پیغام میں امام خمینیؒ ... پر انقلاب کو جاری و ساری رکھنے کے عزم ... کیا ہے۔

حجۃ الاسلام دین پرور نے اپنی تقریر میں فرمایا ... بعثت پیغمبرؐ میں دشمنان اسلام نے ہر ممکن کوشش ... کہ توحید و معنویت پر مبنی سیاسی و اقتصادی نظام ... میں رائج نہ ہو پائے۔ ان کی یہ کوشش بعد پیغمبرؐ ... رہی حتٰی کہ آج بھی دنیا میں دشمنان اسلام ... کوشش ہے۔ امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے ... اکرم کی سیرت کی پیروی کرتے ہوئے نہضت ... مدد سے بدف و مقصد رسول اکرمؐ کو عملی ... ایا۔

بزم مسالمہ

۵ رجون۔ خانہ فرہنگ کے وسیع ہال میں بزم مسالمہ منعقد ہوئی جسمیں شعراء عظام نے امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اور انقلاب اسلامی کی مدح میں برگزیدہ منظوم کلام پیش کیا۔ جناب شریف الحسن نقوی نے بزم مسالمہ کی صدارت فرمائی اور جناب ثقلین حیدر نے نظامت کے فرائض انجام دئے۔ محترم رایزن فرہنگی جناب کریمیان اور ڈائرکٹر خانہ فرہنگ جناب نورمحمدان نے بھی تقاریر کیں۔

رایزن فرہنگی جناب کریمیان نے نماز مغربین کی اقتدا کی۔ نماز جماعت میں سنّی و شیعہ برادران شامل تھے۔ بعد نماز مسالمہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ آقای غلام رضا نور محمدان نے سامعین اور شعراء کرام کے لئے استقبالیہ خطبہ میں فرمایا کہ "امام خمینیؒ کو یاد کرنا اسلام، مسلمین، مستضعفین اور پسماندہ طبقات کو تقویت دینے کے مرادف ہے۔ اس مسالمہ کا مقصد امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد قائم کرنا ہے۔

مسالمہ میں جن معزز شعراء کرام نے شرکت فرمائی اُن کے اسماء گرامی ہیں۔ کاوش میرٹھی، واجد سحری، ماجد دیوبندی، تیز سرسوی، ساحل سرسوی، فروغ کاظمی، ڈاکٹر عنوان چشتی، ابرار کرتپوری، رضا سرسوی، عظیم امروہوی، تسنیم عثمانی، رضا امروہوی، جناب شاکری، بیباک امروہوی، متین صدیقی، مخمور سعیدی، جرار چھولسی، معنو سنبھلی اور ہیام اعظمی۔

جناب شریف الحسن نقوی نے خطبہ صدارت میں فرمایا کہ امام خمینیؒ نے ایران کی امت مسلمہ کو متحدہ طور پر شہادت کا دلدادہ بنا کر ایسی قوت بنا دیا کہ شاہ فرار کر گیا اور اسلامی حکومت قائم ہو گئی۔ شاہ کی شکست کو سبھی مغربی و مشرقی بلاکوں نے اپنی شکست تصور کیا اور امام خمینیؒ نے ان سبھی کا شجاعانہ طور پر مقابلہ کیا۔

رایزن فرہنگی جمہوری اسلامی ایران نئی دہلی آقای باقر کریمیان نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اختتامیہ خطبے میں شراب، ساقی، عشق، وغیرہ شعری اصطلاحات کے عرفانی معنی واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایران، افغانستان، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، لیبیا، سوڈان . . . وغیرہ جن ملکوں میں اسلام گیا وہاں یہ شراب عرفان گئی ہے۔

بزم مسالمہ کے بعد خانہ فرہنگ نے تمام شرکاء کی پذیرائی کی خدمت انجام دی۔

کل ہند سیمینار

۱۷ رجون سہ پہر آمبیڈکر ... امبیڈکر آڈیٹوریم میں "امام خمینیؒ شخصیت و افکار" موضوع کے تحت ایک کل ہند سیمینار منعقد کیا گیا۔ جسمیں ۸ دانشوروں نے مقالے پڑھے۔ جناب

مظفر حسین برنی (چیئرمین اقلیتی کمیشن ہند) نے صدارت فرمائی۔ جناب م۔ افضل (ایم۔ پی) مہمان خصوصی تھے۔ سفیر محترم جناب ابراہیم رحیم پور نے سمینار کا افتتاح کیا اور جناب محمد باقر کربیان نے اختتامیہ خطبہ بیان فرمایا۔ جناب شریف الحسن نقوی اور جناب محسن شجاعی نے سمینار کی نظامت کے فرائض انجام دئے۔

جناب ابراہیم رحیم پور نے افتتاحیہ خطبے میں امام خمینیؒ کی رعب دار اور پُر وقار شخصیت کے حوالے سے ایک واقعہ سنایا کہ روس کے وزیر خارجہ جناب شویڈ نارزے "صدر گورباچوف کو امام خمینیؒ کے پیغام" کا جواب لے کر آئے۔ جس وقت وہ اس خط کو امام کے سامنے پڑھ رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ وہ کانپ رہے ہیں، ان کا ہاتھ بہت زیادہ لرز رہا ہے۔ اور وہ پورا خط امام کے روبرو نہیں پڑھ پائے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ جناب آپ اتنا زیادہ کیوں کانپ رہے تھے اور پورا خط کیوں نہیں پڑھ پائے۔

شویڈ نارزے نے جواب دیا کہ میں چاہتا تھا کہ امام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پورا خط پڑھوں مگر ایک بار ان کی نظروں سے نظریں ملتے ہی میرے اوپر ایسا رعب طاری ہوگیا کہ میں لرز گیا اور پورا خط نہیں پڑھ پایا۔ سفیر محترم نے اپنے خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ انقلاب اسلامی کی جو تحریک امام خمینیؒ نے شروع کی تھی وہ انشاء اللہ تا ظہور حضرت حجتؑ جاری وساری رہیگی۔ اور آج اس تحریک کی رہبری حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای کے مضبوط ہاتھوں میں ہے

سمینار کے افتتاح کے بعد حجت الاسلام دین پرور نے نماز باجماعت پڑھائی جس میں سنی وشیعہ برادران نے شرکت کی۔ نماز کے بعد آٹھ دانشور حضرات نے امام خمینیؒ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے مربوط مقالے پڑھے۔ ان حضرات کے اسماء گرامی ہیں: جناب سردار احمد (جلاتگ)، جناب ظہیر نقوی، ڈاکٹر محترمہ سروج گلاٹی، جناب حارث، جناب ظفر احمد نظامی، پروفیسر ماجد علی خاں، جناب حمزہ چیلاکودن، اور جناب رضا عباس جعفری۔

مہمان خصوصی جناب م۔ افضل نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ "میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جنہیں حضرت امام خمینیؒ کا نیاز بھی حاصل ہوا اور ان کو پڑھنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ امام خمینیؒ کا انقلاب تبدیلی حکومت نہیں تھا بلکہ اس انقلاب نے سماج کو مکمل تبدیل کیا اور معاشرے کو اسلامی سمت میں رواں دواں کر دیا۔" افضل صاحب نے امام کی جرأت وہمت کا ذکر کرتے ہوئے، رشدی کے لئے فتوئی قتل اور گورباچوف کو دعوت اسلام کا ذکر کیا۔ اور اتحاد اسلامی کی راہ میں امام کی کامیاب کوششوں کی مدح سرائی کی۔

صدر جلسہ جناب مظفر حسین برنی نے خط...
صدارت میں فرمایا کہ یہ بات ہماری نسل کے...
باعث افتخار ہے کہ ہماری نسل کو امام خمینیؒ جیسی...
شخصیت نصیب ہوئی جنہوں نے احیاء اسلام...
نہ صرف درس دیا بلکہ اس کیلئے عملی جدوجہد کا نمونہ پیش کیا۔ اور...
معاشرے سے متعدد تضادات ختم کرنے کی راہ پر...
جب ہم سمینار سے واپس جائیں تو ہمیں یاد رکھنا...
کہ ہم اپنی زندگی میں امام کی کن تعلیمات کو عملی جا...
پہنا سکتے ہیں۔

محترم رایزن فرہنگی جناب محمد باقر کربیان نے...
اختتامیہ خطبہ میں حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے...
امام خمینیؒ کے ایمان وایقان کا ذکر کرتے ہوئے فر...
امام کے عظیم شاگرد وفلسفی پروفیسر حضر...
آیت اللہ مرتضی مطہری نے پیرس میں امام...
سوال کیا کہ شاہ کی اس قدر طاقت وقوت کے مقا...

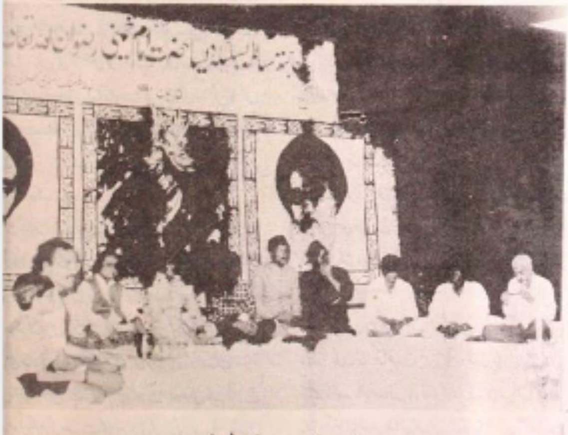

خانہ فرہنگ میں کل ہند سمینار۔ اسٹیج کا ایک منظر

امبیڈکر آڈیٹوریم میں "امام خمینی شخصیت و افکار" سیمینار ــــ اسٹیج کا منظر۔
اسید سید علی تقوی، محترم ارسلان فرجتی، محترم سفیر ایران، ہیمیر ترین آئیسی کیشن جناب ظفر حسین برفا، جناب ام فضل ایم پی اور جناب شریف الحسن نقوی

یا آپ کے پاس کونسی ایسی قوت پنہاں
س معلوم نہیں ؟ اگر نہیں تو اتنی بڑی طاقت
نے کے لئے آپ کیوں کھڑے ہو گئے
نے فرمایا : ہمارے پاس جو پنہاں قوت
ن پر ایمان ہے۔ قرآن کہتا ہے : جو اللہ پر
کھتے ہیں اللہ ان کی مدد کے لئے کافی ہے۔
کریمیان نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے
فلسفی جب کسی راہ کا انتخاب کرتا ہے تو
ق سمجھکر، عام راہ و روش سے ہٹ کر ہمتا ط

انداز میں اپنا راستہ اپناتا ہے۔ لیکن وہ عظیم فلسفی، آیت اللہ مطہری جب امام سے ملاقات کر کے ایران واپس آئے تو انتہائی شجاعانہ انداز میں اعلان کردیا کہ ہم ایمانی قوت کے بھروسے پر اس طاغوت سے نجات حاصل کر کے رہیں گے۔ انہوں نے دلیری و بہادری کا ایسا نمونہ پیش کر دیا کہ پورا ایران اس پر عمل پیرا ہوگیا۔

سیمنار کے اختتام پر حاضرین کی پذیرائی کی گئی۔

ہندستان کے مختلف شہروں میں امام خمینی کی دوسری برسی

...ن قدس سرہ اس عظیم شخصیت کا نام ہے جس کا تعلق صرف ایرانی عوام سے ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ

عالم سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رحلت جانگداز کی خبر سے پورے عالم اسلام پر غیر معمولی سوگ طاری ہوگیا تھا۔ یقیناً اس مرد مجاہد نے پرچم اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو عظیم خدمات انجام دی ہیں انہیں صدیوں فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

امسال رہبر انقلاب اسلامی امام خمینیؒ کی دوسری برسی کے موقع پر دنیا کے دیگر ممالک کی طرح ہندستان کے مختلف شہروں اور دیہاتی علاقوں میں مجالس عزا کا اہتمام کیا گیا۔ ذیل میں ان تعزیتی مجالس پر مشتمل ایک مختصر رپورٹ حاضر خدمت ہے۔

بمبئی اور اس کے نواحی علاقوں میں مراسم عزا

بمبئی سے موصولہ اطلاعات کے مطابق یکم جون سے ۴ جون تک بالترتیب جامع مسجد میلاد، جامع مسجد گوونڈی، جامع مسجد کرلا، دربار حسینی بھنڈی بازار اور مغل مسجد میں حضرت امام خمینی کے ایصال ثواب کے لئے مجالس عزا منعقد کی گئیں۔ ان مراسم میں خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران بمبئی کے نمائندوں نے شرکت فرمائی۔

انجمن اسلامی دانشجویان ایران ہند کی ہماہنگی سے پونا اور اورنگاباد میں بھی کانفرنس و مجالس منعقد کی گئیں نیز ارتحال امام پر مبنی فلم کی نمائش کی گئی۔

اس موقع پر مجلس علماء و خطباء اور حجت الاسلام محمد موسوی کی جانب سے نجفی ہاوس میں ایک مجلس عزا کا اہتمام کیا گیا جسمیں بمبئی شہر کے مومنین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ "یوم تعزیت" کے نام سے منعقد کئے گئے اس پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد مجلس عزای سید الشہداء برپا ہوئی اور مجلس کے بعد نوحہ خوانی و سینہ زنی بھی کی گئی۔

پٹنہ

پٹنہ :۔ رہبر انقلاب اسلامی امام خمینیؒ کی دوسری برسی کے موقع پر مسلمانان بہار کی جانب سے اسلامیہ ہال، پٹنہ میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں بہار اسمبلی کے اسپیکر جناب غلام سرور، صوبہ بہار کے گورنر عزت مآب جناب محمد شفیع قریشی اور خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران کے ڈائرکٹر جناب غلام رضا انور محمدان کے علاوہ ہزاروں سوگواروں نے شرکت فرمائی۔

پٹنہ میں سیمینار اسٹیج پر جناب غلام رضا انور محمدان ڈائرکٹر خانہ فرہنگ دہلی۔ گورنر صوبہ بہار جناب شفیع قریشی اور اسپیکر بہار اسمبلی جناب غلام سرور صاحبان۔

گورنر محمد شفیع قریشی صاحب نے اپنی تقریر کے دوران امام خمینیؒ کی مجاہدانہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" امام خمینیؒ کی جدوجہد صرف شہنشاہ ایران کے خلاف نہ تھی بلکہ ان کا پورا مشن شہنشاہیت اور جبر و استبداد کے خلاف تھا۔ دراصل انسانی حقوق اور انسانی برابری کی بحالی ان کی جدوجہد کے بنیادی مقاصد تھے اور ان حقوق کی بحالی کے لئے اسلامی نظام سے بہتر کوئی نہیں ہے"

اپنی تقریر کے دوران گورنر جناب شفیع قریشی صاحب نے متعدد مقامات پر امام خمینیؒ کے اقوال بطور حوالہ نقل کئے اور امام امت کے اس جملے پر اپنی تقریر ختم کی" خداوندا ! قرآن کریم اور ناموس مسلمین کو دشمنوں کے شر سے نجات دے۔"

بہار اسمبلی کے اسپیکر جناب غلام سرور نے اپنی تقریر کے دوران امام خمینیؒ کی اسلامی خدمات کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح امام خمینیؒ نے امریکی جارحیت اور مغربی سامراج کی انسانیت سوز سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

مہمان خصوصی جناب غلام رضا انور محمدان نے اپنی تقریر کے دوران امام خمینیؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا سرسری جائزہ پیش کرتے ہوئے ہندو ایران کے درمیان خوشگوار دوستانہ تعلقات کی طرف بھی اشارہ کیا۔

کلکتہ

کلکتہ : رہبر انقلاب اسلامی امام خمینیؒ [...] دوسری برسی کے موقع پر آل انڈیا اردو رابطہ کمیٹی [...] کلکتہ کی جانب سے ۲؍جون لغایۃ ۱۱؍جون ۱۹۹۱ [...] ایک عشرہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت [...] مغربی بنگال کے مختلف علاقوں میں "امام خمینیؒ شخصیت [...] افکار اور انقلاب اسلامی ایران" کے موضوع پر مذاکرہ [...] و سیمینار منعقد ہوا۔ اس کے علاوہ مجالس عزا اور جلوس [...] علم کا بھی اہتمام کیا گیا۔

اس پروگرام کے دوران ہزاروں عاشقان امام [...] خمینیؒ نے اپنے قائد کی تعلیمات کی پیروی کا عہد کیا [...] اور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے ایرانی علماء [...] عوام کی خدمت میں تعزیت پیش کی۔ پروگرام کے [...] دوران ہندوستان کے نامور مقررین و شعراء نے منظوم [...] و منثور نذرانۂ عقیدت بھی پیش کیا۔

"تنظیم منشورات اہلبیت" کلکتہ کی جانب سے [...] حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ قدس سرہٗ کی دوسری [...] برسی کے موقع پر بمقام امام باڑہ بی بی انار و [...] پوکھر روڈ کلکتہ میں ایک مجلس تعزیت کا انعقاد [...] کیا گیا جسمیں علماء، و شعراء و دانشوروں نے امام خمینیؒ [...] کی خدمات اور ان کی مجاہدانہ زندگی کے مختلف پہلوؤں [...] پر روشنی ڈالی۔ اس تعزیتی پروگرام میں ہزاروں [...] سوگواروں نے امام امت کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

مدراس

آستانۂ حضرت ابوالفضل العباسؑ بڑا نقشہ مبارک [...] تعاوز نڈلائس میں مجالس ترحیم منعقد کی گئی۔ مختلف [...] انجمنوں نے نوحہ خوانی کی اور ماتم کیا ہزاروں کی تعداد میں [...] مومنین نے ان مراسم عزا میں شرکت فرمائی۔

مظفرنگر

مظفرنگر : امام خمینی قدس سرہٗ کی دوسری ے موقع پر حوزۂ علمیہ مظفرنگر کے طلاب اور اساتذہ ظفرنگر کے مسلمانوں کی مدد سے چار روزہ تعزیتی س کا انعقاد کیا جسمیں تقریبًا پانچ ہزار لوگوں شرکت فرمائی۔ پروگرام کے دوران تقریری س کے علاوہ کتابوں کی نمائش اور فلم شو وغیرہ ی اہتمام کیا گیا تھا۔

پروگرام میں شریک سوگواروں نے اس موقع امی انقلاب کے موجودہ قائد آیت اللہ خامنہ ای ب الاسلام سید احمد خمینی اور ملت اسلامیہ ایران دمت میں تعزیت پیش کرتے ہوئے امام کے درجات میں اضافہ کے لئے دعائیں کی۔

کشمیر

کشمیر امام خمینی قدس سرہٗ کی دوسری ے موقع پر ادارۂ ابوالفضل عباس، بالگام کی ب سے کشمیر میں تعزیتی اجلاس کے علاوہ حسینی ینک کے تعاون سے خون کے عطیات جمع کرانے ب کیمپ بھی لگایا گیا۔ اس کیمپ میں لوگوں ڑی تعداد نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ یہ خون بکس وغیرہ ؤں کو مفت فراہم کیا جائے گا۔

تعزیتی پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے س کے بعد پروفیسر سید مہدی الحسن رضوی نے امام خمینی ری ذمہ داریاں " عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار اور اس بات پر زور دیا کہ اگر ہم اپنے کردار کو اپنے کے سانچے میں ڈھال لیں تو یہ بہترین و مثالی ج عقیدت ہوگا۔

اس کے علاوہ حسینی ریلیف ٹرسٹ کشمیر کی ب سے امام خمینی اور اتحاد بین المسلمین نامی موضوع ینی ڈالی گئی اور لوگوں سے باہمی اتحاد کو قائم ، کا مطالبہ کیا گیا۔

دہلی

ادارہ حامی مستضعفین کی زیر نظارت مدرسہ اہلبیت گلی نمبر، پڑا مصطفےٰ آباد کراول نگر میں دو روزہ مراسم عزا منعقد کئے گئے ان میں مجالس ترحیم اور مسالمہ شامل ہے۔ ہندستان کے نامور ذاکرین اور شعراء عظام نے ان مراسم میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ خانۂ فرہنگ کے ڈائرکٹر جناب غلام رضا نور محمدان نے ان مراسم عزا میں بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت فرمائی۔

فارسی زبان وادبیات سمینار کا اختتامیہ جلسہ

نئی دہلی۔ ۲۰ جون۔ آج یہاں خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، کے ہال میں "ہفتمین سیمنار سراسری بازآموزی استادان زبان وادبیات فارسی دانشگاہہای ہند" کا اختتامی جلسہ انجام پذیر ہوا۔ انجمن استادان زبان فارسی کی ہماہنگی سے سمینار اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں جناب امیر حسین عابدی نے صدارت کی اور جناب شریف الحسن نقوی مہمان خصوصی تھے۔

واضح رہے کہ خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران کے زیر اہتمام ہر سال ہندستانی یونیورسٹیوں، کالجوں اور دینی مدرسوں کے فارسی اساتذہ کے لئے ۱۵ روزہ تدریسی پروگرام ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس میں ایرانی پروفیسر صاحبان جدید فارسی طریقۂ تدریس سے ہندستانی اساتذہ کو آشنا کراتے ہیں۔ اس سالانہ تدریسی پروگرام کو سمینار کا نام دیا گیا ہے۔ اس سال اس سمینار کا ساتواں دورہ تھا۔ یہ ۸ جون سے ۲۰ جون تک جاری رہا۔

اختتامی جلسہ میں ایران سے آئے ہوئے پروفیسر واعظ اور پروفیسر عباس ماہیار کے علاوہ ناظم الامور سفارت جمہوری اسلامی ایران جناب الموتی آقای نور محمدان ڈائرکٹر اور آقای معصومی آرٹ ڈائرکٹر خانہ فرہنگ، پروفیسر امیر حسین عابدی، پروفیسر اظہر، پروفیسر نبی ہادی، اور جناب شریف الحسن نقوی نے تقاریر کیں۔ ڈاکٹر قاسمی نے نظامت کے فرائض انجام دئے۔

پروفیسر عباس ماہیار نے ہندستانی اساتذہ کی فارسی دانی پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے فرمایا کہ کل اس سمینار میں موجود اساتذہ سے گفتگو کرنے کے بعد احساس ہوا کہ اگر ہم اور حاضر اساتذہ باتیں کرتے ہوں تو کسی آنے والے کو یہ فرق کرنا مشکل ہو جائے گا کہ ان میں کس کی مادری زبان فارسی نہیں ہے۔ پروفیسر واعظ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ہند و ایران کی ثقافت کی بنیادیں ایک ہی ہیں۔ ہندستان میں فارسی خطی نسخے ہمارا اس ہیں یہ ثقافت کی تاریخ ہیں ان کی حفاظت کیجئے۔

آقای الموتی نے خوشخبری سنائی کہ اس سال تقریبًا سوا لاکھ ایرانی زائرین بیت اللہ حج کے لئے مکہ گئے تھے اور انھوں نے وہاں برائت از مشرکین عنوان کے تحت مشل سابقہ جلوس کا اہتمام کیا۔ واضح رہے کہ امسال ایران کے وزیر خارجہ ڈاکٹر علی اکبر ولایتی بھی حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

آقای معصومی نے اطلاع دی کہ عظیم ایرانی ادیب، شاعر استاد مقداد اوستا انتقال فرما گئے۔ موصوف

نے مرحوم کے علمی کارناموں پر روشنی ڈالی۔ جناب شریف الحسن نقوی نے فارسی کی ترقی و ترویج کے لئے بعض اہم تجاویز پیش کیں، جس پر عمل کر کے "نمائشی کارگزاری" کے بجائے حقیقی معنی میں فارسی کی خدمت ہو سکتی ہے۔

خانۂ فرہنگ کے ڈائرکٹر جناب غلام رضا نوجوان نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ فارسی صدیوں تک ہندستان کی سرکاری اور عوامی زبان رہی ہے اس کی ترقی و ترویج کے لئے آپ کے بزرگوں نے بہت کوششیں کی ہیں۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بھی پاسداری کے فرائض انجام دیں۔ موصوف نے اعلان کیا کہ ہر پنجشنبہ کو ۳ بجے سے ۵ بجے شام تک فارسی اساتذہ کے لئے خانۂ فرہنگ میں تربیتی نشست اور ہر تیسرے مہینہ فارسی زبان و ادب پر ایک سیمینار منعقد کیا جائے گا۔

اس موقع پر ہندستانی فارسی اساتذہ نے ایرانی استادوں کو تحائف پیش کئے۔ خانۂ فرہنگ کی جانب سے بھی بعض ہندستانی اساتذہ کو توصیفی اسناد دی گئیں اور تحائف پیش کئے گئے۔

اس ۱۵ روزہ تربیتی سیمینار کے دوران دہلی کی جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور ایوانِ غالب میں مہمان فارسی کی جانب سے ایک ایک روزہ نشستیں منعقد کی گئیں۔ فارسی سیمینار میں شرکت کے لئے آئے ہوئے سبھی اساتذہ نے ان نشستوں میں شرکت فرمائی۔ آقای نوجوان اور دیگر مسئولین خانۂ فرہنگ بھی بحیثیت مہمان خصوصی ان مخصوص نشستوں میں شریک ہوئے۔

بقیہ: سینما اور اس کی افادیت

صلا کے بعد

ناساز عناصر ہیں جن کے باعث قصبات اور چھوٹے شہروں میں اس صنعت کو فروغ نہ دیا جاسکا۔

اس دشواری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ قصبات اور چھوٹے شہروں میں مقامی سطح پر ایسے مواقع فراہم کئے جائیں جو فلم سازی کی صنعت کو فروغ دے سکیں۔ چنانچہ یہ پہلا قدم تھا جو اس راہ میں اٹھایا گیا اور مشاہدات و تجربات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر آیندہ کے لئے منظم و مرتب منصوبہ بندی کی جائے تو اس کے نتائج سودمند ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور یہ صنعت قصبات نیز چھوٹے شہروں میں وسعت پذیر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مستقبل کے لئے جو دستور العمل ترتیب دیا گیا ہے ان میں مندرجہ ذیل نکات کو بروئے کار لایا جائے گا۔

۱۔ قصبات اور چھوٹے شہروں میں فلم سازی کے ایسے نیم پیشہ ورانہ دستوں کی تشکیل کی جائے جو اس طرح کی کم طویل فلمیں تیار کریں جو سماعتی و بصارتی (AUDIO VISUAL) ضروریات کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ تاکہ مقامی ٹیلی ویژن کے ذریعے وہ ایسے مراحل سے گذر سکیں کہ خود کو پیشہ ورانہ فلموں کے لئے آمادہ کر سکیں۔

۲۔ فلم سازی کے لئے اس وقت جو دستے سرگرم عمل ہیں ان کی مزید سرپرستی کی جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسے نئے دستوں کی تشکیل کی جائے جو باہمی تعاون کے ذریعے مختلف قصبات اور شہروں میں فلمیں تیار کر سکیں۔ اس مقصد کی برآری کے لئے ضروری ہے کہ ان کی ہدایت و سرپرستی کے لئے صحیح راہ و روش اختیار کی جائے اور مناسب اقدامات بروئے کار لائے جائیں۔ اگر اس طریق کار کو اختیار کیا گیا تو اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ ہماری فلموں کا نہ صرف معیار ہی بلند ہوگا بلکہ تعداد کے لحاظ سے بھی یہ فلمیں اتنی وافر ہوں گی جو اندرون ملک فلم کے شائقین کی ضرورت پورا کرنے کیلئے ان کے ذوق کی تسکین کا باعث بن سکیں گی۔

بقیہ: آیت اللہ امام خمینیؒ اور اقتصادی و اجتماعی نظام

سکیں گے۔ اپنی اس دلیل کے حق میں حضرت آیت اللہ امام خمینیؒ نے فرمایا تھا کہ ہم دنیا میں باعزت زندگی اس وقت گذار سکتے ہیں جب کہ ہم خود کفیل ہوں موصوف نے ایک بیان میں اس امر کی جانب اشارہ بھی کیا تھا کہ آپ اس امر کے شاہد ہیں کہ جب ایران کی اقتصادی ناکہ بندی کر دی گئی تو وہی لوگ جو دل میں یہ بات تسلیم کر چکے تھے ان میں تخلیقی استعداد مفقود ہو چکی ہے، اور جنہیں یہ یقین دلایا گیا تھا کہ وہ اپنے ملک میں صنعتی کارخانے نہیں چلا سکتے وقت آنے پر انہی ایرانیوں نے جن کو قطعی یہ اعتماد تھا کہ ان میں تخلیقی و اختراعی صلاحیت موجود نہیں ہے جب اپنی قوت و صلاحیت اور استعداد پر اعتماد کیا تو انہوں نے بہت سے کارخانے چلا کر اور مختلف منصوبے جاری رکھ کر وہ تمام سامان فراہم کر دیا جس کی ہمیں اور ہماری مسلح افواج کو ضرورت تھی۔

اعلان نتیجہ شمارہ ۸۵

۱۔ کمیل اعظمی۔ انباری
ضلع اعظم گڈھ۔ (یو۔پی)

۲۔ سید نقی حسن۔ رضا ڈی۔ ایم۔ انٹر کالج
جونپور۔ (یو۔پی)

۳۔ مرزا نثار حسین۔ گدھور۔
ضلع مونگیر۔ (بہار)

(باقی ص۹ پر)

SECOND ALL INDIA SEMINAR
AND THOUGHTS OF HZT. IMAM

RAH-E-ISLAM URDU MONTHLY REGISTERED - D (C) 126/89 R.No.- 49147/88 JULY.91